نمبر ۲۳ | مورخہ ۱۳ ستمبر سنہ ۱۹۲۹ء | یوم جمعہ | مطابق ۹ ربیع الثانی سنہ ۱۳۴۸ھ | جلد ۱۷

المسیح
مدینۃ

آج (۱۰ ستمبر) سپیشل مجسٹریٹ صاحب نے جنڈیاگرانے والے مجرموں کے مقدمے لئے مقرر ہوئے ہیں۔ موقعہ کا معائنہ کیا۔ ہندو سکھ اور مسلمان بھی بہت بڑی تعداد میں جمع ہو گئے۔ صاحب موصوف نے فریقین کے دس دس آدمیوں کو گفتگو کے لئے بلایا۔ جائے معائنہ پر پولیس کا بھی کافی انتظام تھا ؛

سکھوں میں ایک گورمکھی ٹریکٹ تقسیم کیا گیا ہے جس میں گائے کے متعلق ان کی صحیح پوزیشن دکھائی گئی ہے ؛

جناب خان ذوالفقار علی خان صاحب کا ایک دوسرا بچہ بیمار ہے نیز مولانا مولوی سید سرور شاہ صاحب کا بچہ بھی بیمار ہے انکی صحت کے لئے دعا کی جائے ؛

موسم بدل رہا ہے۔ ملیریا کی کسی قدر شکایت ہے ؛

نعرۂ تکبیر

(از جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل)

کہتے ہیں کہ بزدل ہیں بزدل کو مٹا دینگے
ہم کون ہیں ہم کیا ہیں یہ سب کو دکھا دینگے

بھونچال سراپا ہیں خدامِ مسیحا ہیں
اصنام کے بندوں کی ہستی بھی ہے کچھ ہستی

ہم شرک مٹا دیں گے ہم کفر گھٹا دینگے
شمشیر براہین کے جوہر جو دکھا دینگے

دیکھو نہ ہمیں چھیڑو۔ انگارہ ہیں انگارہ
بھڑکے جو کہیں یکدم خاشاک بنا دینگے

ہاں کون وہ بزدل ہے ہم اُن کو بتا دینگے
سوتوں کو جگا دیں گے چوروں کو بھگا دینگے

دُنیا کو ہلا دیں گے مُردوں کو جلا دینگے
توحید کی بستی ہے ہم شرک مٹا دینگے

رسموں کو اُڑا دیں گے فتنوں کو سُلا دینگے
توحید کے عشے پر سر ان کے جھکا دینگے

احمدؐ کے فدائی ہیں اسلام کے شیدائی
اموال کی کیا ہستی گھر بار لُٹا دینگے
جس وقت گرجتے ہیں ہم خوب برستے ہیں
وہ دھول اُڑاتے ہیں ہم دھول بٹھا دینگے
دشمن سے نہیں دبتے کچھ خوف نہیں کرتے
یہ مفسدہ پردازی - یہ دُزدی و غمازی
سوتے ہوئے شیروں کو جس وقت جگا دینگے
ہم سندھ میں آئے تھے ہم ہند میں آئے تھے
ہم بھائی سمجھتے ہیں وہ ہم سے اُلجھتے ہیں

ہم عشق کے مذبح پر سر اپنے چڑھا دینگے
ایمان کی خاطر سے جانیں بھی لڑا دینگے
وہ آگ لگاتے ہیں ہم آگ بجھا دینگے
سیراب کرم کر کے گلزار کھلا دینگے
اتنا ہی ہم اُبھرینگے جتنا وہ دبا دینگے
چالاکی و طنازی سب کچھ ہی بھلا دینگے
تکبیر کے نعروں سے افلاک ہلا دینگے
جس جگہ بھی جائیں گے با امن بنا دینگے
معلوم نہ تھا بالکل یوں ہم کو دغا دینگے

اکمل کی تمنا ہے اسلام پہ قربان ہو
جس نام پہ مرتا ہے اس نام پہ قربان ہو

قادیان کے مذبح کے متعلق کلکتہ میں جلسۂ عام

اہم اور ضروری قرارداد

(تار بنام الفضل)

کلکتہ ۸ ستمبر۔ ہالیڈے پارک کے ایک جلسۂ عام میں زیر صدارت مولانا حکیم عبدالرؤف صاحب دانا پوری۔ دیگر قراردادوں کے ساتھ مندرجہ ذیل قرارداد پاس ہوئی:

کلکتہ کے مسلمانوں کا یہ جلسہ ان سکھوں اور ہندوؤں کے جابرانہ طرزِ عمل کے خلاف بڑے زور سے پروٹسٹ کرتا ہے۔ جنہوں نے ایک بہت بڑے خلاف قانون ہجوم کے ساتھ زبردستی قادیان کا مذبح گرا دیا جسے قادیان کی میونسپلٹی نے ڈپٹی کمشنر کی باقاعدہ اجازت سے بنوایا تھا۔ یہ جلسہ پولیس کی کمزوری کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ جس کے سامنے مذبح گرا دیا گیا۔ اور اس طرح مسلمانوں کے حقوق کو پامال کیا گیا۔

یہ جلسہ پنجاب گورنمنٹ کی توجہ کمشنر لاہور کے ذلیل کن رویہ کیطرف مبذول کراتا ہے۔ جس نے مسلمانوں کے اُس وفد کے ساتھ توہین آمیز سلوک کیا جو ہندوؤں کی پیدا کردہ چند غلط فہمیوں اور شبہات کے ازالہ کے لئے اس کے پاس گیا تھا۔

یہ جلسہ قرار دیتا ہے کہ مسلمانوں کے حقوق کی پورے طور پر نگہداشت کر کے انصاف کیا جائے۔ پنجاب گورنمنٹ کو ہندوؤں اور سکھوں کے گمراہ کن رویہ اور مخالفانہ پروپیگنڈے سے ہرگز متاثر نہیں ہونا چاہیئے۔ انصاف اور حق کی حمایت نہایت زور سے کرنی چاہیئے۔ مسلمانوں نے پولیس کے کہنے پر معاملہ کو اپنے ہاتھ میں نہ لیکر بلوہ کو نہیں بڑھنے دیا۔ معاملہ پولیس کے ہاتھ میں دیدیا۔ اور مذبح کی حفاظت کے لئے کسی قسم کی مزاحمت نہیں کی۔

(مظفر الدین چودھری)

۱۷ ستمبر کو کمشنر صاحب مذبح کے خلاف وکلاء کی بحث سنیں گے

کمشنر صاحب لاہور نے مذبح قادیان کے خلاف اپیل سننے کے لئے پہلی دفعہ گورداسپور مقام مقرر کیا۔ مگر تاریخ سماعت سے مسلمانوں کو اطلاع نہ کرائی۔ اور جب مسلمانوں کے نمائندے اپنے وکلاء کو پیش کرنے کے لئے پہنچے۔ تو ان سے بات کرنے سے انکار کر دیا۔ [illegible] اطلاع ہز ایکسیلنسی گورنر صاحب بہادر کی خدمت میں پہنچائی گئی جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ کمشنر صاحب نے قادیان سے ۶ میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں تخبگرا میں مقام مقرر کر کے ۶ ستمبر دونوں فریق کو طلب کیا۔ جہاں بہت سے دیہات کے مسلمان تین اور چار ہزار کے درمیان جمع ہو گئے۔ اور نہایت تنگ وقت میں انہوں نے اپنے وکلاء لاہور اور گورداسپور سے طلب کئے لیکن کمشنر صاحب نے مسلمانوں کے وکلاء کی قانونی بحث سننے سے انکار کر دیا۔ اس پر پھر حکام بالا کو توجہ دلائی گئی۔ اب کمشنر صاحب نے بذریعہ تار اطلاع دی ہے۔ کہ وہ ۱۷ ستمبر لاہور میں فریقین کے وکلاء کی بحث سنیں گے۔ اس دن انشاء اللہ ہمارے وکلاء پیش ہوں گے۔

انچولی ضلع میرٹھ میں جلسہ

(تار بنام الفضل)

۹ ستمبر۔ جماعت احمدیہ انچولی ضلع میرٹھ نے اپنے ایک غیر معمولی جلسہ میں حسب ذیل ریزولیوشن پاس کیا:-

انچولی ضلع میرٹھ کا یہ جلسہ قرار دیتا ہے کہ قادیان میں مذبح کی اشد ترین ضرورت ہے۔ یہ جلسہ اس مذبح کے گرائے جانے کو نفرت وحقارت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ اور پاس کرتا ہے کہ اس کے گرانے والے مجرموں کو قرار واقعی سزا ملنی چاہیئے۔ یہ جلسہ گورنمنٹ سے درخواست کرتا ہے کہ وہ احمدیوں کے حقوق کی ہر طرح نگہداشت کرے۔ (قمر الدین)

انجمن احمدیہ لدھیانہ کا اہم جلسہ

لدھیانہ ۹ ستمبر ۲۹ء بصدارت ماسٹر برکت علی صاحب لائق بعد از نماز جمعہ انجمن احمدیہ لدھیانہ کا اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں حسب ذیل قرارداد بالاتفاق منظور ہوئی "مسلمان اور احمدیہ جماعت از بخصوص مذبح قادیان کو منہدم کرنے والوں کو سخت نفرت وحقارت سے دیکھتے ہیں۔ اور رنج وغصہ کا اظہار کرتے ہیں۔ اخبار اکالی اور دیگر انصاف پسند ہندو سکھ اصحاب کے جنہوں نے ایسے لوگوں سے اپنی بیزاری ظاہر کی ہے قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ قادیان سلسلہ عالیہ احمدیہ کا نہایت مقدس مقام ہے جس کی حرمت وحفاظت وہ جائز طریق سے کرنے کو تیار ہیں۔ گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں پُر زور التماس ہے کہ وہ مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کر کے مسلمانانِ ہند کے دلوں میں اعتماد پیدا کرے اور شرارت کے اصل بانیوں کو کیفر کردار تک پہنچائے۔ اگر حکومت شوریدہ سر ہندوؤں سکھوں سے مرعوب ہو گئی تو امن شکن لوگوں کے حوصلے مضبوط ہو جائیں گے نہ صرف مسلمانوں کی جان ومال ننگ وناموس خطرے میں پڑ جائے گی۔ بلکہ وہ کسی وقت حکومت کی مزید پریشانی کا موجب بھی بن جائیں گے۔ لہذا گورنمنٹ عالیہ سے استدعا کی جاتی ہے کہ وہ مسلمانانِ ہند کے حقوق واحساسات کی پوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۲۰

الفضل

نمبر ۲۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۳ ستمبر ۱۹۲۹ء | جلد ۱۷

مسلمانوں کی شجاعت اور دلیری کو چیلنج

احمدی اسلامی غیرت اور حمیت پر سب کچھ نثار کر دینگے

مسلمان اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے سینہ سپر ہو جائیں

خدا کی شان وہ لوگ جن کے آباء و اجداد صدیوں مسلمانوں کی رعیت بن کر رہے۔ ان کی خوشنودی کو معراج زندگی سمجھتے رہے۔ حتیٰ کہ جن کے بڑے بڑے راجے مہاراجے اپنی لڑکیاں مسلمانوں کی زوجیت میں دینا فخر سمجھتے رہے۔ اور اس طرح مسلمانوں کی دلاوری اور بہادری کا لوہا مانتے رہے۔ وہ اب مسلمانوں کے جذبات غیرت و حمیت۔ شجاعت اور دلیری کو چیلنج دے رہے اور کوشش کر رہے ہیں۔ کہ ایک ایسی قوم کو جس نے ساری دنیا کو زندگی بخشی۔ اور جس کے احسانات کے بار گراں سے آج بھی قوموں کی پشتیں خم ہیں۔ اسے مٹا دیں۔ یا اپنا غلام بنا لیں۔

مسلمانوں کو تباہ کرنے کی کوششیں

اس کے لئے ہر رنگ اور ہر طریق سے کوششیں کی جا رہی ہیں۔ کہیں مسلمانوں کے مذہبی جذبات اور احساسات کو کچلنے کے لئے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف بدزبانی اور درشت کلامی کا سلسلہ ایک وسیع انتظام اور بہت بڑے سامان کے ساتھ جاری ہے۔ کہیں ملکی اور سیاسی حقوق غصب کرنے کے انتظام کئے جا رہے ہیں۔ کہیں اپنی دولت و ثروت کے زور سے تباہ و برباد کیا جا رہا ہے۔ کہیں اپنی طاقت اور قوت کے گھمنڈ پر دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔ کہیں اپنی کثرت کا رعب ڈال کر ڈرایا۔ اور دھمکایا جا رہا ہے۔ غرض مسلمانوں کی تباہی اور بربادی کے ایسے مکمل انتظامات کرلئے گئے ہیں۔ کہ اگر اب بھی مسلمان متفقہ اور متحدہ طور پر اپنی حفاظت کے لئے کھڑے نہ ہوئے انہوں نے اپنی شجاعت اور بہادری کے جوہر نہ دکھائے۔ اپنی غیرت اور حمیت کا ثبوت نہ دیا۔ تو پھر وہ ایسے دب جائیں گے۔ کہ کبھی ابھرنے تو اٹھنے کے قابل نہ رہیں گے۔

طاقت اور قوت کی نمائش

غیر مسلم اپنی انہی تیاریوں اور سامانوں کی وجہ سے جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ بات بات میں مسلمانوں کے منہ آتے رہتے ہیں۔ اور ایسے موقعے تلاش کرتے رہتے ہیں۔ کہ اپنی طاقت اور قوت کی نمائش کر کے مسلمانوں کو مرعوب کر سکیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنی تازہ شوریدہ سری اور فتنہ انگیزی کا اظہار قادیان میں انہدام مذبح کے رنگ میں کیا ہے ہندوؤں کی انگیخت سے جاہل سکھوں نے ایک ایسی چار دیواری کو جو بروئے قانون بنائی گئی تھی۔ روز روشن میں مسمار کر کر گرا دیا۔ پولیس نے جو اس وقت موقعہ پر موجود تھی۔ نہ تو خود اس سرکاری چیز کی حفاظت کی۔ اور نہ مسلمانوں کو کرنے دی۔ جس سے قانون شکنی کا ارتکاب کرنے والوں اور انہیں اس کے لئے تیار کرنے والوں نے سمجھ لیا کہ ہم نے بہت بڑا قلعہ سر کر لیا ہے۔ اب وہ جو چاہیں کر سکتے اور جس طرح چاہیں مسلمانوں سے معاملہ پیش آ سکتے ہیں۔ مسلمان اب کلیۃً ان کے رحم پر ہیں۔

سکھا شاہی اور رام راج

اس خیال خام میں مبتلا ہو کر انہوں نے ایک طرف تو مختلف رنگوں میں اشتعال انگیزیاں شروع کر رکھی ہیں۔ اور دوسری طرف ان کے دوامیر دل۔ بائیں لڑا دینے کی دھمکیاں دے رہے اور آریہ اخبارات چلا رہے ہیں۔ کہ ہندوؤں اور سکھوں نے "متفقہ فیصلہ" کر لیا ہے کہ ہم یہاں پر گئو کشی نہیں ہونے دینگے۔ (ملاپ ۱۰ ستمبر) گویا ان کے نزدیک قادیان اور اس کے ارد گرد کے علاقہ پر گورنمنٹ انگریزی کا قبضہ نہیں رہا۔ بلکہ یہ ان کے باپ دادا کی جاگیر بن گیا ہے۔ اس میں جو ان کا جی چاہے۔ کرینگے۔ اور اسے بھی ایک ہندو ریاست کا نمونہ بنا کر چھوڑیں گے۔ لیکن کیا ہم اسے برداشت کر سکتے ہیں۔ اور کیا مسلمان اور وہ بھی پنجاب کے بہادر مسلمان گوارا کرینگے۔ کہ ان کے دیکھتے دیکھتے ہندو اور سکھ اپنی شوریدہ سری سے ایک علاقہ کے مسلمانوں کو سکھا شاہی اور رام راج کے دو پاٹوں میں پیس ڈالیں۔

ایک سکھ اخبار کا پیمانہ

سکھوں کا اخبار "شیر پنجاب" یکم ستمبر قادیان کے بوچڑ خانہ کا رونا روتا ہوا اپنی سکھا شاہی نظم میں لکھتا ہے:۔ سہ

ایک قطرہ کی بھی گنجائش نہیں باقی ہے اب
ہو چکا لبریز اپنے صبر کا پیمانہ ہے

اگر یہ صحیح ہے۔ اور "شیر پنجاب" کے پیمانہ میں صرف قادیان کے بوچڑ خانہ کی کسر تھی۔ باقی پنجاب اور ہندوستان میں جس قدر بوچڑ خانے روزانہ خون بہاتے ہیں۔ وہ اس کے پیمانہ کو لبریز کرنے کے لئے ناکافی تھے تو اُسے یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ اس پیمانہ کے چکنا چور ہونے کا بھی وقت آگیا ہے۔ اور بجولہ و بقوتہٖ یہ ایسا چکنا چور ہوگا کہ نہ اس کا کوئی نشان رہے گا۔ نہ اس کا ذکر کرنے والے کہیں نظر آئینگے۔

مومن کی شان

ان دھمکیاں دینے والے آریوں اور سکھوں نے سمجھ کیا رکھا ہے؟ مومن کسی بڑی سے بڑی قہرمانی طاقت کے مقابلہ میں بھی اپنی عزت و توقیر اپنی غیرت و حمیت سے دست بردار ہونا نہیں جانتا تھا یہ لوگ جو پشتہا پشت سے دوسروں کی ماتحتی کرتے چلے آ رہے ہیں۔ یا جو اپنی دو ورقہ تاریخ میں سوائے چند روزہ لوٹ گھسوٹ کے واقعات کے اور کچھ نہیں رکھتے۔ ان کی دھمکیوں اور گیدڑ بھبکیوں سے ڈر جائے۔

احمدی کیا کریں گے؟

ہم صاف صاف کہہ دینا چاہتے ہیں۔ اگر سکھوں اور آریوں میں اس قدر شوریدہ سری آ سکتی ہے۔ کہ وہ روز روشن میں مسلح ہو کر ہمارے مذبح کو گرا دیں۔ اگر وہ اس قدر بد دماغی دکھا سکتے ہیں کہ ہم پر اپنی حکومت قائم کرنا چاہیں۔ اگر وہ اس قدر بیباک ہو سکتے ہیں کہ ہمارے دلوں کے ذبیحہ پر یورش کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ اور اس کے متعلق اعلان کر دیں۔ اگر وہ اس قدر دیدہ دلیری سے کام لے سکتے ہیں کہ ہمیں اپنے ایک مذہبی حق سے محروم رکھنے کے لئے قتل اور خونریزی کی دھمکیاں دینا شروع کر دیں۔ تو ہمیں بھی کوئی طاقت اس بات سے نہیں روک سکتی۔ کہ اپنی عزت و حرمت۔ اپنی جان و مال۔ اپنے مذہبی اور ملکی حقوق کی حفاظت کے لئے سر ہتھیلیوں پر رکھکر میدان میں نکل آئیں ہم ایسی زندگی سے جو بے غیرتی اور بے حمیتی کی زندگی ہو۔ اس موت کو ہزار درجہ بہتر سمجھتے ہیں۔ جو اپنی عزت اور مذہب کی حفاظت کی راہ میں آئے۔ اور ہمارا ایک ایک بچہ اس راہ پر گذرنے کو سعادت دارین سمجھتا ہے۔ ہم زمین کی پشت پر بے غیرتی اور بے حمیتی کے بوجھ بن کر رہنا گناہ سمجھتے ہیں۔ اور چند روزہ زندگی کو مردانہ وار گذارنا چاہتے ہیں۔ اگر ہمارے رستہ میں کوئی پہاڑ بھی آجائے گا۔ تو ہم اُسے پرکاہ کے برابر بھی نہ سمجھیں گے۔ اور یا تو اسے ریزہ ریزہ کر دینگے۔ یا خود ابدی زندگی حاصل کر لیں گے۔ خدا کرے۔ ہم پر وہ وقت نہ آئے۔ جب دنیا کسی مقابلہ میں ہمارا قدم پیچھے ہٹتا دیکھے۔

احمدی کسی سے دب نہیں سکتے

ہم کسی مصیبت کو خود دعوت نہیں دیتے۔ کسی کے لئے کوئی برائی نہیں چاہتے۔ کسی سے کوئی عداوت نہیں رکھتے۔ سب کو اپنا بھائی اور اپنے رب کی مخلوق سمجھتے ہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ کسی سے دب کر ہم اپنے مذہبی اور ملکی حقوق سے دست بردار ہو جائیں۔ کسی کی دھمکیوں سے ڈر جائیں۔ کسی کی شرارتیں اور فتنہ انگیزیاں خاموشی سے برداشت کریں۔ ہم اپنی ہر چیز کی حفاظت کرینگے۔ اور خون کے آخری قطرہ اور آخری سانس تک کریں گے

اگر آریوں اور سکھوں کو یہ کھیل کھیلنا ہو۔ تو کل کی بجائے آج ہی کھیل لیں۔ اور اپنے حوصلے نکال لیں۔ ہمیں انشاء اللہ کسی وقت حاضر پائینگے ÷

برادران اسلام سے

یہ تو ہمیں اپنے متعلق جو کچھ کہنا تھا۔ وہ مختصر الفاظ میں کہا گیا۔ اور انشاء اللہ ضرورت کے موقعہ پر اس کی زیادہ تفصیل اور تشریح بھی ہوتی رہے گی۔ اب ہمیں کچھ برادران اسلام کے متعلق کہنا ہے۔ جس اتحاد جس یکجہتی اور جس زور کے ساتھ انہوں نے انہدام مذبح قادیان کے حادثہ پر آواز بلند کی۔ اور امداد کا ہاتھ بڑھایا ہے۔ وہ ہمارے لئے نہایت ہی مسرت انگیز اور خوش کن ہے۔ اور ہم امید کرتے ہیں۔ کہ ہر قدم پر ان کی مدد ہمارے ساتھ ہوگی۔ یہ وقت ایسا آگیا ہے۔ اور غیر مسلموں نے ایسا خطرناک رویہ اختیار کر لیا ہے۔ کہ مسلمانوں کو تمام سستیوں اور تمام غفلتوں کو چھوڑ کر اس طرف متوجہ ہو جانا چاہیئے۔ اور اپنے رستہ کے کانٹوں کو صاف کرنے میں کسی مشکل کی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے۔ ہماری جماعت کو اگر خداوند تعالٰے کی مصلحت نے اس میدان میں کام کرنے کے لئے کھڑا کیا جس میں کامیابی تمام مسلمانوں کی کامیابی ہے۔ تو معاملہ کسی نتیجہ پر ہی پہونچ کر رہیگا۔ انشاء اللہ۔ لیکن اس نتیجہ کو زیادہ سے زیادہ موثر اور مفید بنانا تمام مسلمانوں کے اختیار میں ہے۔ اگر خدانخواستہ انہوں نے ایسے وقت میں بھی کروٹ نہ بدلی۔ اور آریوں اور سکھوں کی بندشوں سے اپنے آپ کو آزاد نہ کرایا۔ تو پھر ان کے لئے سنبھلنا مشکل نہیں۔ بلکہ ناممکن ہو جائیگا ÷

پس اے برادران اسلام اُٹھئے۔ اور اپنے مشترکہ اور متحدہ حقوق کے لئے اور ایسے حقوق کی خاطر جو ہمیں خود خدائے قدوس نے عطا کئے ہیں۔ سینہ سپر ہو جایئے۔ ہم کسی ایسی بات کی دعوت آپ کو نہیں دے رہے جس کے کرنے کے لئے خود تیار نہیں بلکہ بفضل خدا سب سے آگے ہم خود ہونگے۔ اور ہر خطرہ کے مقابلہ میں پہلے اپنے سینے پیش کرینگے ÷

دیانندیوں کی غلط بیانی

دیانندیوں نے گھروں میں بیٹھے بٹھائے سمجھ لیا ہے۔ کہ قادیان کے بوچڑ خانہ کا کام تمام ہو گیا۔ خوشیاں بھی منا رہے اور ایک دوسرے کو مبارکبادیں بھی دے رہے ہیں۔ چنانچہ "ملاپ" ۸ ستمبر نے تو لکھ بھی دیا ہے۔ کہ

"بوچڑ خانہ ظاہری لحاظ سے اپنی موت مر چکا ہے"

دراصل دیانندیوں کو اس قسم کے اعلان کرنے کی جرأت کمشنر صاحب کی اس رویہ سے ہوئی ہے۔ جو انہوں نے مسلمانوں کے خلاف اور دیانندیوں اور سکھوں کی حمایت میں نمایاں طور پر اختیار کیا۔ ورنہ ابھی جبکہ کمشنر صاحب نے فیصلہ کا اعلان نہیں کیا۔ دیانندیوں کو کس طرح معلوم ہو کہ بوچڑ خانہ اپنی موت مر چکا ÷

یہ یاد رکھنا چاہئے۔ بوچڑ خانہ اس وقت تک قطعاً نہیں مر سکتا۔ جب تک اس علاقہ میں مسلمان موجود ہیں۔ اور خدا کے فضل سے نہ صرف ہمیشہ موجود رہیں گے۔ بلکہ روز بروز ترقی کرینگے۔ مسلمان بھی ملک معظم کی رعایا ہیں۔ اور کوئی وجہ نہیں کہ ان کے کسی حق کو غصب کیا جائے۔ اور غصب بھی قانون شکن اور فتنہ خیز لوگوں کی خاطر کیا جائے۔ دیانندی دیکھینگے ہم ضرور اپنا حق حاصل کرینگے اور ہمیں مستقبل سے بھی انشاء اللہ

مسلمانانِ فلسطین پر ہولناک مظالم

جس دن سے یہود نامسعود کو فلسطین میں آباد کرنے کی سکیم تجویز کی گئی ہے۔ اسی دن سے اس فتنہ و فساد کی بنیاد رکھ دی گئی ہے جس کے نہایت دردناک اور روح فرسا نتائج آج تک نکل رہے ہیں۔ اور نامعلوم کب تک نکلتے رہیں گے ÷

فلسطین برطانیہ کے قبضہ میں

دوران جنگ میں جب ۱۹۱۷ء میں فلسطین سے ترکی فوجیں نکل گئیں۔ تو جنرل النبائی نے قبضہ کر لیا۔ اور اس طرح یہ ملک برطانیہ کے زیر اقتدار آگیا تھا۔ برطانیہ کو یہ تو حق تھا۔ کہ ایک شریف فاتح کی طرح اس ملک کا انتظام کرتا۔ لیکن یہ قطعاً حق نہ تھا۔ کہ وہاں کے اصلی باشندوں پر دنیا کے دور دراز ممالک سے بلا کر یہودیوں کی لعنت مسلط کر دیتا ÷

یہودی لعنت

مگر اس تہذیب کے زمانہ میں جس پر یورپ کو بہت کچھ ناز ہے بیچارے عربوں پر ان کی زیست تنگ کرنے کے لئے فلسطین کو وطن الیہود قرار دیا گیا۔ اور لاکھوں یہودی دوسرے ممالک سے بلا کر آباد کر دئے گئے۔ چنانچہ ۱۹۲۵ء کی رپورٹ تک تقریباً ۲- لاکھ ۴۰ ہزار یہودی سرزمین فلسطین میں آچکے تھے۔ اب خیال کیجئے۔ جس چھوٹے سے علاقہ میں اتنی بڑی تعداد میں باہر سے لا کر لوگ آباد کر دئے گئے ہوں۔ اور لوگ بھی وہ جو مسلمانوں کے خون کے پیاسے ہوں۔ وہاں کے باشندوں کی کیا حالت ہوگی۔ اور ان کے سر پر کس قدر مصائب اور آلام کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں گے ÷

یہود کی دراز دستیاں

لیکن ان یہودیوں نے جن کی پشت و پناہ حکومت برطانیہ بنی ہوئی ہے اسی پر اکتفا نہ کیا۔ کہ فلسطین کے عربوں کی جائدادوں اور ملکیتوں پر قابض ہو گئے۔ ان کی سیاسی حیثیت کو ملیامیٹ کر دیا۔ ان کے لئے سامان زندگی کو گراں تر بنا دیا۔ ان کی معاشرت اور تمدن کو تہ و بالا کر دیا۔ بلکہ ان کے مذہبی حقوق بھی غصب کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ اور ایک مشہور مقدس مقام پر جسے مسلمان براق شریف اور یہود "دیوار ماتم" کہتے ہیں۔ قبضہ جمانا شروع کر دیا۔ انہوں نے ایک حد تک تقسیم کر لی۔ فرش بچھا لیا۔ لیمپ لگا لئے۔ اور اس طرح یہ ثابت کرنے کی کوشش کی۔ کہ انہیں اس مقام پر حقوق مالکانہ حاصل ہیں ÷

کشت و خون

اس سے بات بڑھتے بڑھتے کشت و خون تک نوبت پہونچ گئی۔ یہود کو حکومت نے کافی آلات و اسلحہ مہیا کر دئے تھے۔ ایک طرف انہوں نے وحشت اور بربریت کا دل کھول کر ثبوت پیش کیا۔ اور دوسری طرف حکومت کے ہوائی جہازوں نے عربوں کو بھون ڈالا۔ اب مصیبت پر مصیبت یہ ہے۔ کہ فلسطین کا برطانوی افسر اعلیٰ عربوں کے خلاف غیظ و غضب کے شعلے برسا رہا ہے۔ رائٹر ایجنسی ان کی طرف مظالم منسوب کر کے دنیا میں پھیلا رہی ہے۔ اور دنیا میں سرمایہ دار یہودی شور مچا رہے ہیں ÷

آہ مظلومان

غرض فلسطین کے مسلمانوں پر شدائد اور آلام کا کوہ گراں ٹوٹ پڑا ہے۔ ادھر مسلمانان عالم کے لئے فلسطین کی ایک ایک خبر تیر و نشتر کا کام دے رہی ہے۔ اس وقت مسلمان سوائے رونے دھونے اور چیخنے چلانے کے کیا کر سکتے ہیں۔ مگر وہ زبردست جو زیر دستوں پر اپنی قوت اور طاقت کے گھمنڈ میں مظالم کر رہے ہیں۔ یاد رکھیں مظلوموں کی آہوں اور دردمند دل کی پکاروں میں وہ اثر ہے۔ جو دنیا کے تختہ کو الٹ دے سکتا ہے۔ مسلمان لاکھ گنہگار سہی۔ اسلام سے روگرداں سہی۔ لیکن آخر خدا کے بندے ہیں۔ ان کی مظلومیت کی بھی آخر کوئی حد ہے۔ ان کی بھی سنی جائے گی۔ اور ضرور سنی جائے گی ÷ ؎

بترس از آہِ مظلوماں کہ ہنگامِ دعا کردن
اجابت از درِ حق بہر استقبال مے آید

دعاء

ہماری دعا ہے۔ خداوند تعالٰے جلد سے جلد اپنے فضل اور رحم سے اور اپنے حبیب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے صدقے میں اس کی امت کو گرداب مصائب سے نکالے۔ اور ان مظلوموں کی آہ و بکا کو جن پر مظالم کی حد نہیں رہی۔ درِ اجابت سے گذرنے کی اجازت بخشے۔ کہ اس کے سوا کوئی حامی و مددگار نہیں۔ ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم۔ آمین ÷

ایک اور غلط بیانی

"ملاپ" نے ایک غلط بیانی یہ کی ہے کہ "قادیانی احمدی چھرے بنا کر تقسیم کر رہے ہیں" احمدیوں کو چھرے بنا کر تقسیم کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ گورنمنٹ کی طرف سے ہر شخص کو تلوار رکھنے کی کھلی اجازت ہے۔ اور تلوار یقیناً چھرے سے زیادہ کارآمد اور مفید ہوتی ہے۔ پھر چھرے بنانے کے کیا معنی؟ ہر احمدی اپنی جان و مال۔ عزت و آبرو کی حفاظت کے لئے گورنمنٹ کی مہربانی سے تلوار رکھ سکتا ہے۔ اور آریوں کا شور و شر اتنی طاقت نہیں رکھتا کہ گورنمنٹ کی اس اجازت عام سے فائدہ اٹھانے سے احمدیوں کو روک سکے؟

باقی رہیں برچھیاں ان کی حقیقت یہ ہے۔ کہ نیر میموریل فنڈ کے چند نوجوانوں کے پاس بلٹینگ کی مشق کے لئے معمولی لوکدار لاٹھیاں تھیں۔ جو پولیس کی طرف سے مطالبہ ہونے پر دیدی گئیں۔ حیرت ہے۔ پولیس کو یہ لاٹھیاں لینے کی ضرورت تو پیش آگئی۔ مگر کبھی اس نے کرپانوں کی طرف توجہ نہ کی۔ جو سکھوں کی گردنوں میں پڑی ہوتی ہیں۔ چونکہ گورنمنٹ جن اضلاع میں تلوار رکھنے کی اجازت دے چکی ہے۔ ان میں خوش قسمتی سے گورداسپور کا ضلع بھی شامل ہے۔ اس لئے ہم کرپان کے متعلق کچھ کہنے کی بجائے یہ تاکید کرنا چاہتے ہیں۔ کہ ہر احمدی مسلمان اپنے گھر میں عمدہ سے عمدہ تلوار رکھے۔ جو بوقت ضرورت کام آسکے ÷

ہندو ہوٹلوں میں گائے کا گوشت

معاصر "الخلیل" (۵ ستمبر) بحوالہ ٹائمز آف انڈیا لکھتا ہے "غذا کی اصلاح کے متعلق ڈاکٹر موبنجے کی سلسل تلقین معلوم ہوتا ہے کہ ہندو جماعت میں بار آور ہونے لگی ہے پچھلے دنوں ایک ہندو اخبار نے جو کالج کے طلبہ کے حالات کے لئے وقف ہے بڑی شد و مد سے بتایا تھا کہ پونا کالجوں کے اعلیٰ ذات کے ہندو انڈے بڑی آزادی سے کھانے لگے ہیں اور ہندو ہوٹلوں میں (جن میں ماما اپیٹیں اسٹران کا سا برہمن ہوٹل بھی شامل ہے) اور جنکی سرپرستی کالج کے طلبار کرتے ہیں۔ انڈوں کا بے محابا استعمال ہونے لگا ہے۔ اب شولاپور سے یہ تعجب خیز خبر آئی ہے کہ ایک برہمن بیوہ نے جو ایک ہوٹل کی مالک ہے مقامی بلدیہ سے استدعا کی ہے کہ اس کو گائے کے گوشت کا سالن فروخت کرنے کی اجازت دی جائے۔ اس عورت کا بیان ہے کہ اس کے سرپرستوں میں اونچی ذات کے ایسے متعدد اصحاب بھی شامل ہیں جو اس سے گائے کا گوشت بھی طلب کرتے ہیں جو ترکاری کے ساتھ ہوٹلوں میں بہم پہنچایا جاتا ہے"

ایک طرف مندرجہ بالا سطور پڑھئے۔ اور دوسری طرف وہ شور و شوری دیکھئے۔ جو پنجاب کے دیانندی اور دیہاتی سکھوں نے ذبیحہ گاؤ کے خلاف برپا کی جاتی ہے۔ یہ عقل کے اندھے مسلمانوں اور عیسائیوں کو بھی گائے کا گوشت کھانے سے روکنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ اسی ہندوستان میں ان کے اپنے بھائی بند اس سید الطعام کے مزے لے رہے ہیں۔ اور ان کے ہوٹلوں میں یہ ایک قیمتی غذا سمجھی جا رہی ہے۔ اور بڑے شوق سے اس کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ اگر دیانندیوں کو گائے سے اتنی ہی ہمدردی ہے تو پہلے شوقین ہندوؤں کو تو گائے کا گوشت کھانے سے روکیں یا کم از کم انہیں ہندو دھرم سے خارج کر دیں۔ اور پھر مسلمانوں کے خلاف کھڑے ہوں۔

کہاں ہیں وہ جھابیر دل جنہوں نے قادیان تشریف لانے کا اعلان کیا تھا۔ اور جن کا ہم بڑے شوق سے انتظار کر رہے ہیں۔ کیا وہ شولاپور نہیں جائیں گے۔ جہاں کی ایک برہمن بیوہ نے مقامی میونسپل کمیٹی سے اپنے ہوٹل میں گائے کے گوشت کا سالن فروخت کرنے کی اجازت حاصل کرنے کی استدعا کی ہے۔

سیلابوں سے تباہی

پچھلے دنوں پنجاب کے شمالی علاقہ میں جو دریاؤں کے سیلاب آئے ہیں۔ اور ان کی وجہ سے جس قدر جان و مال کی تباہی ہوئی ہے۔ اس کے حالات پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ گاؤں کے گاؤں خاویۃ علیٰ عروشھا ہو گئے۔ نہ غلہ بچایا جا سکا۔ نہ کپڑا۔ اس لئے جو لوگ بچ رہے ہیں۔ ان کے پاس نہ پیٹ بھرنے کے لئے کچھ ہے نہ تن ڈھانکنے کے لئے۔ اور زیادہ افسوس کی بات یہ ہے کہ ان خانماں برباد لوگوں میں زیادہ تعداد مسلمانوں کی ہے۔ ان کی فصلیں بھی تباہ ہو گئی ہیں اس لئے موقع ہے ان لوگوں کو جنہیں خدا تعالے نے دیا ہے۔ ان مصیبت زدوں کی امداد کی طرف متوجہ ہونا چاہئے۔ نیز گورنمنٹ کو جلد سے جلد ان کی دستگیری کرنی چاہئے۔

اشارات

وہ آریہ جو کل تک ہمیں "بزدلی" کے طعنے دے رہے۔ اور مرتے دم تک اس کا ذکر کر رہے تھے۔ آج ہماری قوت اور طاقت کے خوف سے نالہ و شیون کرتے نظر آتے۔ اور ایک ہی سانس میں ہماری "بہادری" کے کئی گانے گنگنا رہے ہیں۔

"ملاپ" (۵ ستمبر) اس بات کی تردید میں کہ قادیان کے ہندوؤں کی طرف سے احمدیوں کو طعن آمیز باتیں کہی جاتی ہیں۔ لکھتا ہے:۔

"ہندوؤں کی طرف سے مرزائیوں کو طعنہ آمیز باتیں کہی گئی ہوں اور ہوں بھی اشتعال انگیز۔ اور پھر مرزائی رہیں خاموش۔ جو اپنی طاقت کے زعم میں دن دہاڑے ہندو بزرگوں کی سمادھیں توڑ سکتے ہیں اہلسنت جماعت کے سالانہ جلسہ میں لشکر جرار کے ساتھ باہر سے آئے ہوئے مسلمانوں کے سر پھوڑ سکتے ہیں۔ اور اپنی فوج کثیر سے کرموضع بھنگواں پر دھاوا بول سکتے ہیں۔ رات کے وقت جا کر موضع رامپور کا محاصرہ کر سکتے ہیں۔ اپنے خونخوار مریدوں سے اخبار مباہلہ والوں کے دانت توڑ سکتے ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ قادیان کے مٹھی بھر ہندوؤں کی اشتعال انگیزی دیکھ کر کس طرح خاموش رہ سکتے ہیں" +

ان چند سطور میں اردو کی جسقدر مٹی پلید کی گئی ہے اسکے متعلق ہم کچھ نہیں کہتے۔ نہ جو باتیں گنائی گئی ہیں۔ انکے درست یا نادرست ہونے کی نسبت کچھ عرض کرتے ہیں۔ البتہ یہ ضرور کہیں گے۔ کہ ابھی سے آریوں کو ہمارا "لشکر جرار" اور "فوج کثیر" نظر آنے لگ گئی۔ اور "محاصرہ" کا خوف تڑپانے لگا۔ اگر کبھی وہ وقت آ گیا جسے یہ لوگ دعوت دے رہے۔ اور جسکے لئے دن رات اسباب مہیا کر رہے ہیں۔ تب آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہوگا۔ چوکے میں بیٹھ کر یا دوکان میں لیٹ کر باتیں بنا لینا اور انہیں "ملاپ" یا "پرتاپ" میں چھپوا دینا بہت آسان ہے لیکن مقابلہ پر کھڑا ہونا کار دیگر دارد۔ آریوں کے لئے خیریت اسی میں ہے۔ کہ اپنے متعلق خوب سوچ سمجھ کر اندازہ لگائیں۔ اور یاد رکھیں اندازہ کی ذرا سی غلطی بہت خطرناک نتائج کا موجب ہو سکتی ہے +

اسی سلسلہ میں ہم یہ بھی کہدینا چاہتے ہیں۔ آجکل آریہ ہمیں خاص طور پر "مرزائی" کہہ کر پکار رہے ہیں۔ اگر اس میں اسی "میرزا" سے نسبت دیجئی ہے جو فرما چکا ہے:۔

جس کی دعا سے آخر لیکھو مرا تھا کٹ کر

ماتم پڑا تھا گھر گھر وہ میرزا یہی ہے

تو اسے ہم اپنے لئے نیک فال سمجھتے ہیں۔ اور اسکے شکریہ میں آریوں کو بھی انکے "رشی" کے نام نامی اور اسم گرامی کی نسبت سے دیانندی کہا کریں گے امید ہے اس سے وہ بہت "پرسن" ہونگے +

چونکہ ہم نے مقامی دیانندیوں کی اشتعال انگیز اور فتنہ پرور حرکات کا ذکر کیا تھا۔ اس لئے "ملاپ" نے اس روایتی جاٹ کا پارٹ ادا کرتے ہوئے جس نے تیل کے سر پر کولہو رکھنا چاہا تھا۔ بعض باتیں ہماری طرف بھی منسوب کی ہیں مثلاً لکھا ہے:۔

"ایک سکھ اپنے گاؤں سے سودا سلف خریدنے کے لئے آ رہا تھا راستے میں مرزائیوں کی دو کانیں آتی ہیں۔ مرزائیوں نے اس غریب کو زدوکوب کرنا شروع کر دیا۔ اور بہت سی مغلظ گالیاں دینی شروع کر دیں۔ اتفاق سے ایک جولاہا ادھر سے گذر رہا تھا۔ اس نے اس غریب کو ان ظالموں کے پنجہ سے چھڑایا"۔

ایک راہ چلتے سکھ کو بلا وجہ اور بلا قصور شارع عام پر "مرزائیوں" کا "زدوکوب کرنا" اور پھر اتفاق سے ایک جولاہے کا ادھر سے گذرتے ہوئے "اس غریب کو ظالموں کے پنجہ سے چھڑانا" ایک ایسا دلآویز افسانہ ہے کہ بے اختیار اس کے مصنف کی دماغی کیفیت کی تعریف کرنا پڑتی ہے +

معلوم ہوتا ہے۔ قادیان کے دیانندیوں اور دیہاتی سکھوں نے اپنی "امداد" کے لئے جولاہوں سے خاص ساز باز کر رکھی ہے۔ وہ بھی "ایک جولاہا صاحب" ہی ہیں۔ جو آتش باز مشہور ہیں۔ اور آجکل دیانندیوں کا حق نمک ادا کرنے کے لئے انکے خاص کارندے بنے ہوئے ہیں۔ اور یہ بھی "ایک جولاہے صاحب" ہی تھے جنکے متعلق کہا تو یہ گیا ہے کہ "اتفاق سے ادھر آ گئے۔ لیکن دراصل وہ محافظت کے فرائض ادا کرنے کیلئے پہلے سے ہی گشت کر رہے ہونگے۔ سکھ صاحب کو زدوکوب کرنیوالے ظالموں نے جب "ایک جولاہے" کو دیکھا ہوگا تو انکے اوسان خطا ہو گئے ہونگے۔ ہاتھوں سے نیزے اور تلواریں گر گئی ہونگی۔ بھاگنے کو رستہ نہ ملا ہوگا۔ انہوں نے ہاتھ جوڑ اور سر جھکا کر عرض کی ہوگی۔ جناب عالی قصور ہو گیا۔ اب آپ کا اختیار ہے۔ چاہے جان بخش دیجئے۔ چاہے پھانسی پر لٹکوا دیجئے۔ حضور مالک ہیں۔ اعتراف قصور کے ساتھ اسقدر عاجزی اور فروتنی دیکھ کر "جولاہے صاحب" کا دل پسیج گیا ہوگا۔ اور انہوں نے صرف تنبیہہ کر دینا کافی سمجھ کر "ان ظالموں" کو رہا کر دیا ہوگا +

دیانندیوں اور سکھوں کو چاہیئے۔ وہ اپنے ہاں ایک ایک جولاہا ضرور رکھیں۔ جو ان کی حفاظت کے فرائض ادا کرے۔ اور اگر کہیں آنا جانا ہو تو وہ ساتھ رہے ہمیشہ "اتفاق سے" نہ کوئی جولاہا ادھر سے گذر سکتا ہے۔ اور نہ "ظالموں کے پنجہ سے چھڑا سکتا ہے +

جن لوگوں کو ایسے جری اور بہادر افراد کی امداد حاصل ہو جائے انکے حوصلے کا کیا ٹھکانا۔ یہی وجہ ہے "سکرٹری مہابیر دل قادیان" نے ملاپ (۵ ستمبر) کی وساطت سے ہمیں یہ دھمکی دی ہے کہ "ممکن

کمشنر صاحب لاہور کے مسلم آزار رویہ کے خلاف آواز

کیا گورنمنٹ کمشنر صاحب کے افسوسناک طرز عمل پر نوٹس لیگی؟

کمشنر صاحب لاہور نے مذبح قادیان کے خلاف اپیل سنتے ہوئے مسلمانوں کے متعلق جو دل آزار اور تکلیف دہ رویہ اختیار کیا۔ اور جس کا ذکر مفصل طور پر گذشتہ پرچہ میں کیا جا چکا ہے۔ اس سے آگاہ ہو کر مسلمانوں میں بجا طور پر رنج و غصہ کے نہایت زبردست جذبات پیدا ہو گئے ہیں۔ اور وہ حیران ہیں۔ کہ کمشنر صاحب اپنا منصب قانون شکنی اور ضلع کے حاکم اعلیٰ کے احکام کو بزور توڑنے والے مجرموں کے خلاف نکالنے کی بجائے مسلمانوں پر کیوں برسے جو باوجود سخت سے سخت اشتعال دیئے جانے اور نقصان اٹھانے کے ابھی تک پر امن رہ کر گورنمنٹ سے انصاف طلب کر رہے ہیں ✣

کمشنر صاحب کا رویہ فی الواقعہ ایسا عجیب و غریب تھا کہ کوئی دانشور اور شریف الطبع انسان اسے قرین انصاف نہیں قرار دے سکتا۔ تین چار ہزار کا مجمع جس میں بڑے بڑے معزز اور تعلیم یافتہ اصحاب شریک تھے سخت دھوپ میں ان کی جان کو دعائیں دیتا ہوا ہو کا بیاسا بیگا ائیں پہنچا۔ تو انہوں نے خود سے ادھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر اُٹھانا بٹھانا اور ڈانٹنا ڈپٹنا شروع کر دیا۔ پھر جو لوگ بطور نمائندہ ان کے سامنے پیش ہوئے انہیں بات بات پر ٹوکتے رہے کبھی کو گھُرکی کسی کو جھڑکی۔ سے خموش کر دیتے لیکن یہی مزاج عالی۔ جو ہر مسلمان کے لئے نہایت برہم اور خشمگیں تھا جب ہندوؤں اور سکھوں کی طرف رُخ کرتا تھا تو نہایت لطف آمیز ہو جاتا تھا انکی نامعقول سے نامعقول بات کو بھی ہوش سے سنتی جاتی۔ اور نہایت مسرت آمیز دعا کیا جاتا ✣

غرض کمشنر صاحب کا رویہ مسلمانوں کے لئے نہایت ہی ناقابل برداشت تھا لیکن مسلمانوں نے بداخلاقی کا بداخلاقی سے انتقام لینا مناسب نہ سمجھا۔ اور اب ہم آئینی طور پر اس کے خلاف اپنے رنج و الم کا اظہار کرتے اور گورنمنٹ پنجاب کو توجہ دلاتے ہیں کہ وہ اس بارے میں جلد سے جلد ضروری کارروائی کرے۔ اور ایک حاکم اعلیٰ کو سبق سکھائے۔ کہ اسے رعایا کے ساتھ معاملہ کرتے وقت اخلاق اور انسانیت سے کام لینا چاہئے ✣

کمشنر صاحب کے رویہ کو مسلمانوں نے جس نظر سے دیکھا اور اس سے جس قدر غم و غصہ کے جذبات پیدا ہوئے۔ ان کا کسی قدر اندازہ ذیل کے مضمون سے لگ سکتا ہے۔ جو مسلمانوں کے حزنہ ترین اخبار "انقلاب" نے اپنے ۵ ستمبر کے پرچہ میں شائع کیا ہے:-

چند روز ہوئے قادیان اور نواحی علاقے کے معزز مسلمانوں کا ایک وفد کمشنر صاحب لاہور کی خدمت میں عرض حال کے لئے حاضر ہوا تھا لیکن آپ نے اس وفد کو باریابی کی اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ اور ہندوؤں اور سکھوں سے خوب گھُل مل کر باتیں کرتے رہے مسلمان اس جانبدارانہ طرز عمل سے بے حد بیزار ہوئے اور گورنر کو تار دیکر اس امر کی شکایت کی۔ اس پر کمشنر صاحب نے ہندوؤں اور سکھوں اور مسلمانوں کو حکم دیا۔ کہ ۳ ستمبر کو موضع بھنگرائیں میں حاضر ہوں چنانچہ اکیاسی دیہات سے تین ہزار مسلمان وہاں پہنچ گئے۔ اور معززین کا ایک وفد مرتب کیا گیا۔ جس میں خان بہادر مرزا سلطان احمد ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر، چوہدری ظفر اللہ خان بیرسٹر ایم۔ ایل۔ سی۔ اور شیخ چراغدین وکیل بھی شامل تھے۔ کمشنر صاحب نے آخر الذکر دو حضرات کو محض اس بنا پر خارج از وفد قرار دے دیا کہ وہ وکیل ہیں۔ گویا مسلمانوں کو یہ موقعہ نہ دیا کہ وہ قانونی اعتبار سے اپنا مطالبہ مدلل طریق پر پیش کر سکیں ✣

باقی ارکان وفد کے ساتھ کمشنر صاحب کا طرز عمل نہایت غیر مہذبانہ اور جابرانہ تھا جس کی تفصیل اشاعت فردا میں درج کی جا چکی ہے اس کے مقابلے میں آپ نے سکھوں اور ہندوؤں کے ساتھ نہایت دوستانہ اور جانبدارانہ سلوک کیا۔ ہم کمشنر کے اس عجیب و غریب طرز عمل کی تفصیل پڑھ کر بے انتہا متعجب ہیں کہ آخر اس کا مطلب کیا ہے۔ اور مسلمانوں نے کونسا قصور کیا ہے جس کی پاداش میں ان کے ساتھ یہ فرعونیت آمیز سلوک بھی جائز ہے۔ مسلمانوں نے ڈپٹی کمشنر کی اجازت سے مذبح تعمیر کیا۔ اور سکھوں نے قانون کو اپنے ہاتھ میں لے کر اس کو منہدم کر دیا۔ گویا اس حکومت کے اقتدار کو چیلنج دیا۔ جو از روئے قانون برطانوی ہند میں قائم ہے۔ اور جس کی مشینری کا ایک پرزہ کمشنر بھی ہے۔ اس کے مقابلے میں مسلمانوں نے انتہائی صبر و سکون سے کام لیا۔ اور آج تک اپنی تمام سرگرمیوں کو آئین و قانون کی حدود سے متجاوز نہیں ہونے دیا۔ ضرورت تو اس امر کی تھی۔ کہ اس معاملے میں حکومت کی تمام تر طاقت مسلمانوں کی پشت و پناہ ہوتی۔ اور جن لوگوں نے مذبح کو ڈھا کر حکومت کا مقابلہ کیا تھا۔ ان کے ساتھ عدل و انصاف کے تقاضا کے مطابق سلوک کیا جاتا لیکن کمشنر صاحب کو خدا جانے سکھوں اور ہندوؤں کی یہ ادا کیوں پسند آ گئی۔ اور مسلمانوں کی امن پسندی اس قدر قابل نفرت اور مکروہ کیوں معلوم ہونے لگی کہ وہ ان کے نمائندوں سے شریفانہ برتاؤ تک نہ کر سکے ✣

معلوم ہوتا ہے۔ کہ حکومت اور اس کے کارکن بھی طاقت و قوت ہی کے مظاہرہ کو پسند کرتے ہیں۔ غالباً ان کا منشا یہ ہے کہ مسلمان بھی سکھوں ہی کی طرح مشتعل ہو کر کوئی ایسی حرکت کریں جس سے علاقے کا امن و امان خطرے میں پڑ جائے۔ اگر حکومت کا یہی منشا ہے جیسا کہ کمشنر صاحب کے سلوک سے ظاہر ہوتا ہے۔ تو ہم کہنا چاہیئے کہ مسلمان اس کے لئے بالکل آمادہ و تیار ہیں اس پاس کے ہزارہا مسلمان اپنے مذہبی حق کی حفاظت کے لئے بیقرار ہیں۔ اور باہر کے مسلمان بھی ہر طرح ان کی امداد کے لئے حاضر ہیں۔ اگر کمشنر صاحب چاہیں تو یہ تماشا بھی آنکھ دکھایا جا سکتا ہے لیکن مسلمانوں کے رہنما سکھوں کی طرح توازن دماغی سے محروم نہیں ہیں۔ وہ حتی الوسع یہی کوشش کریں گے کہ مسلمان انتہائی اشتعال کے باوجود بھی پر امن رہیں۔ ہم گورنر صاحب سے یہ سوال کرنا چاہتے ہیں۔ کہ کمشنر نے مسلمانوں کے معزز نمائندوں سے جو بدتمیزی کا سلوک کیا ہے۔ آیا وہ حکومت کے منشا کے مطابق ہے؟ اگر اس کا جواب نفی میں ہے۔ تو کیا وہ کمشنر کو اس غیر شریفانہ طرز عمل کی سزا دیں گے ✣

جماعت احمدیہ اور انگریز حکام

معاصر "انقلاب" نے اپنے "افکار و حوادث" کے مشہور زنبری عنوان کے ماتحت جہاں کمشنر صاحب بہادر کا ذکر خیر کیا ہے۔ وہاں ہم پر بھی بعض چوٹیں کی ہیں ضروری معلوم ہوتا ہے ہم اپنے بارے میں چند الفاظ عرض کر دیں ✣

ہم حکومت کے قوانین کا احترام کرنا اور امن شکن اور فتنہ انگیز امور سے علیحدہ رہنا ضروری سمجھتے ہیں لیکن ہم حکام کو انکی انفرادی حیثیت میں کبھی غلطی سے مبرا نہیں سمجھا۔ اور کئی موقعہ پر اعلیٰ سے اعلیٰ حکام کی غلطیوں پر شدید نکتہ چینی کی ہے۔ اور آئندہ بھی کریں گے کمشنر صاحب نے جو کچھ کیا۔ اس کی ذمہ داری انکی ذات پر ہی ہے۔ اسی وجہ سے ہم ان انگریز حکام کی انصاف پسندی اور معدلت گستری کا انکار نہیں کر سکتے جنسے ہمیں واسطہ پڑ چکا ہے یا آئندہ پڑے گا۔

ان سطور کے ساتھ ہم ذیل میں "انقلاب" کے ریمارکس درج کرتے ہیں احمدیوں نے حکام ضلع سے باقاعدہ اجازت اور لائسنس لیکر ایک ایسے مقام پر مذبح تعمیر کیا جسکے ارد گرد مسلمانوں کے دیہات اور مسلمانوں ہی کے کھیت تھے لیکن سکھوں نے نہ احمدیوں کی پرواکی نہ حکومت کو پرکاہ کے برابر وقعت دی۔ اور نہایت دلیرانہ جمع ہو کر اس مذبح کو اپنے ہاتھوں سے ڈھا دیا ملک معظم کی پولیس چپ چاپ یہ تماشا دیکھتی رہی۔ گویا یہ کوئی قانون کی خلاف ورزی نہ تھی۔ بلکہ حکومت کا منشا پورا ہو رہا تھا۔ احمدی بیچارے بڑے درجے کے امن پسند اور آئین پرست وہ بھی انہدام کا منظر آبدیدہ ہو کر دیکھتے رہے اور جی میں کہتے رہے کہ "اچھا راج تو انگریزی ہی کا سمجھا جائیگا" لیکن دو ہی دن میں احمدی وفادار وں کو معلوم ہو گیا۔ کہ ع

از فرنگی چشم نیکی داشتیم ✣ خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر جن سے بڑی تائید و حمایت کا پورا بھروسا تھا۔ ملازمت پر منتظر ہے لیکن سکھوں نے اپنے عمل سے جو حکم دیا تھا اسکی تعمیل میں آپ نے مذبح کا لائسنس منسوخ کر دیا۔ اور ارشاد فرمایا کہ یہ جگہ مذبح کیلئے موزوں نہیں ہے [illegible]

الشداع   پس از سی سال این معنی محقق شد بخاقانی
کہ یک دم با خدا بودن بہ از ملک سلیمانی

وہ جگہ لائسنس دیتے وقت تو موزوں تھی لیکن بہادر سکھوں کی [illegible] کے بعد غیر موزوں ہو گئی [illegible]

مولوی ثناء اللہ صاحب کے چیلنج کی

جماعت احمدیہ منصوری کی طرف سے منظوری

منصوری کے غیر احمدی صاحبان نے اپنے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر منجملہ دیگر مولوی صاحبان کے مولوی ثناء اللہ صاحب کو بھی بلایا۔ بعض نیک دل اور شریف الطبع اصحاب نے مولوی صاحب سے درخواست کی کہ احمدیوں کے برخلاف آپ کچھ نہ فرمائیں مگر مولوی صاحب نے جو کچھ کرنا تھا کیا اور جو نہ کہنا تھا وہ کہا۔ ہمارے پاس ان کے ایلچی آتے رہے اور کہتے رہے چلو جلسہ میں شریک ہو کر مولوی صاحب کی تقریر سنو۔ ہماری طرف سے ان سب کو کہا گیا جب تم لوگ ہمارے اُن جلسوں میں شریک نہیں ہوئے۔ جو ہمارے اور تمہارے رسول کی تعریف میں کئے گئے تھے۔ تو اب یہ کہاں کا انصاف اور کیسی شرافت ہے کہ تم لوگ ہمیں ایسے جلسہ میں آنے کی دعوت دیتے ہو جس میں ہمارے اُس رسول کی جس کو تم نہیں مانتے توہین کیجاتی ہے۔ ۱۳ اگست سنہ ۱۹۲۹ء مولوی صاحب نے ایک تحریری چیلنج ہمارے پاس بھیجا جس کا جواب خاکسار نے اسی روز ان کے پاس بھیجدیا۔ لہذا اطلاع عام کے لئے وہ خط و کتابت شائع کی جاتی ہے۔

چیلنج بنام احمدیاں منصوری

میں کل ۱۳ اگست کو منصوری پر ہوں احمدی چاہیں تو کل دن کو کسی مکان میں صداقت مرزا غلام احمد صاحب مدعی مسیحیت موعودہ پر مجھ سے گفتگو کریں سارا وقت دو گھنٹہ ہوگا۔ ابو الوفا ثناء اللہ ۱۲ ۸ ۲۹

جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .... نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

جناب مولوی ثناء اللہ صاحب آداب عرض ہے۔ قبل اس کے کہ میں آپ کے چیلنج کا جواب دوں چند ایک ضروری باتیں عرض کرتا ہوں جو مندرجہ ذیل ہیں:-

(۱) میں نے سُنا ہے کہ آپ نے پبلک جلسہ میں بطور نقل ایک بات تو یہ کہی تھی کہ کل ایک ایسے مسئلہ پر تقریر کیجائے گی جو علمائے پنجاب کے لئے کھیر ہے جس کو ہم دونوں ہاتھوں سے خوب کھاتے ہیں۔ مولانا کھانے کی بھی خوب کہی۔ دنیا جانتی ہے کہ آپ لوگوں کو کھانے میں ید طولیٰ حاصل ہے۔ مولانا یہ تو آپ نے سچ فرمایا کہ وہ کھیر ہے اور بے شک ہمارا ایمان ہے کہ واقعی وہ آسمانی کھیر ہے جو مائدہ کا حکم رکھتی ہے مگر اس کا کھانا صرف سعید الفطرت لوگوں کے لئے ہی مقدر ہو چکا ہے۔ باقی آپ جیسے لوگوں کے لئے تو یہ لوہے کی ٹیڑھی کھیر ہے جس کا نگلنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔

(۲) دوسری بات جو سننے میں آئی یہ ہے۔ کہ آپ نے پبلک جلسہ میں بڑے فخر کے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ میں تو احمدیت کا آنریری مبلغ ہوں۔ مولانا آپ نے ساری عمر میں اگر کوئی سچ بولا ہے تو وہ صرف یہی ایک بات ہے جس کی میں تائید کرتا ہوں کہ بیشک آپ احمدیت کے مبلغ ہیں بخدا آپکی تبلیغ سے احمدیت کو اس قدر فائدہ پہنچا ہے کہ شائد تنخواہ دار مبلغ سے بھی اتنا نہ پہنچا ہو۔ مجھے خود خدا تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ ہدایت نصیب کی۔ اور مجھ جیسے ہزاروں احمدی ہیں جو اس بات کے معترف ہیں کہ اگر ہمارے زمانہ میں مولوی ثناء اللہ صاحب کا وجود نہ ہوتا تو شائد ہم پر حضرت مرزا صاحب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت نہ کھلتی۔ چونکہ آپ ہمارے محسن ہیں کہ آپ کی وجہ سے خدا تعالےٰ نے ہم کو سیدھا راستہ دکھایا۔ اس لئے رات دن ہم آپ کے لئے دُعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اِلیٰ یومِ الوقت المعلوم یعنی دن قیامت تک مہلت عطا فرمائے آمین۔ مولانا میں نے تو یہ دعا مستقل طور پر آپ کے متعلق اپنی کتاب نور ہدایت میں ایک جگہ نہیں بلکہ دو جگہ لکھدی ہے یقین نہ ہو تو میری بھیجی ہوئی کتاب آپ کے پاس ہے صفحہ ۷۹ و صفحہ ۱۵۵ پر ملاحظہ فرمائیں۔

(۳) تیسری بات جو مجھے لوگوں کی زبانی معلوم ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ جناب نے پرسوں جلسہ میں میری کتاب نور ہدایت کو دکھا کر لوگوں سے فریاد کی۔ کہ صاحبان اس کتاب میں مجھ پر الزام لگایا گیا ہے کہ گویا میں نے لکھا ہے کہ حرامزادہ کی رسّی دراز ہوتی ہے اگر مصنف کتاب سچا ہے۔ تو وہ میری اس قسم کی تحریر دکھائے جس کے دکھانے پر میں ایک سو روپیہ انعام دوں گا۔

مولانا میں حیران ہوں کہ کس بُنیاد پر آپ نے ایک سو روپیہ کا انعام مقرر کیا۔ اللہ اکبر کس قدر چالاکی کی بات ہے کہ جو بات میں نے اپنی کتاب میں نہیں لکھی۔ اس کا پبلک میں اظہار کر کے مجھ سے تحریر دکھانے کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ جناب مولوی صاحب آپ کو ذرا بھی خوف خدا نہیں کہ دیدہ و دانستہ پبلک کو آپ نے مغالطہ میں ڈال دیا یہ سمجھ کر کہ مصنف کتاب جلسہ میں موجود نہیں۔ خیر ہمارے نزدیک یہ کوئی نئی بات نہیں کیونکہ آجتک آپ کا اور آپ کے ہمجنسوں کا یہی شیوہ رہا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابوں کا غلط حوالہ دیکر لوگوں کو راہ راست سے روکتے ہیں۔ افسوس ہے کہ عام لوگ خاصکر وہ جو آپ سے حسن عقیدت رکھتے ہیں۔ آپکی چالاکیوں سے واقف نہیں۔ مگر کب تک۔ آپ خاطر جمع رکھیں انشاء اللہ رفتہ رفتہ جسقدر سعید الفطرت روحیں ہیں وہ آپ کی انہی باتوں کی وجہ سے راہ راست پر آجائینگی اور بہت آچکی ہیں بفضل خدا جن میں سے ایک میں بھی ہوں۔

(۴) اب آپ کے چیلنج کا جواب عرض کرتا ہوں۔ یہ چیلنج کل کا لکھا ہوا آج مجھ کو ملا۔ جس میں لکھا ہے کہ صداقتِ مسیح موعودؑ پر دو گھنٹہ گفتگو کر لو۔ جناب مولانا صاحب مناظرہ یا مباحثہ نہ تو بچوں کا کھیل ہے اور نہ ہی یہ مداری کا تماشہ ہے۔ میرے نزدیک جو مناظرہ یا مباحثہ احقاق حق کی خاطر نہ ہو۔ بلکہ محض نمایشی اور نفسانیت پر جسکی بنیاد ہو۔ ایسا مناظرہ تو ایک لعنت ہے۔ اور خسر الدنیا والاٰخرۃ کا مصداق ہے اگر فی الواقع آپ اپنے آپ کو سچائی پر سمجھتے ہیں اور حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوؤں کے صدق دل سے مکذب ہیں۔ ادھر یہاں کی مسلمان پبلک بھی اس بات کی یعنی حق و صداقت کے معلوم کرنے کی شائق ہو۔ تو ہم خدا تعالیٰ کی مدد و نصرت پر بھروسہ کرتے ہوئے بڑی خوشی سے آپ کے چیلنج کو بشرائط مندرجہ ذیل منظور کرتے ہیں۔

(الف) آپ کو چاہیئے کہ یہاں کی مسلمان پبلک سے مشورہ کر کے تاریخ مناظرہ مقرر کریں جو کم از کم بیس روز کے بعد کی تاریخ ہو۔ ممکن ہے کہ اتنے عرصہ تک آپ یہاں قیام نہ فرماسکیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔ تاریخ مقررہ پر آپ دوبارہ تشریف لاسکتے ہیں۔ آپ کو تو اپنی فیس سے مطلب ہے یہاں کی پبلک جب آپکو خاطر خواہ فیس دیگی تو آپکو کسی حالت میں بھی لیت و لعل کرنا مناسب نہیں ہزار دفعہ بھی آپکو بلائیں تو آپ کو فوراً آنا چاہیئے۔

(ب) اس دوران میں مناظرہ کی جو شرائط ہیں۔ اُن کا باہمی تصفیہ ہو جانا ضروری ہے اور اس کا فیصلہ علماء فریقین ہی کرینگے عوام کو دخل دینے کی ضرورت نہیں۔

(ج) یہ بات میں ابھی سے گوش گذار کئے دیتا ہوں کہ اگر مناظرہ کا ہونا قرار پاگیا تو ہر ایک قسم کا انتظام آپ کی پارٹی کے ذمہ ہوگا وجہ یہ کہ آپکی طرف سے چیلنج آیا ہے۔ اور اس انتظام میں یہ باتیں داخل ہونگی۔ اوّل۔ حکام سے مناظرہ کی اجازت حاصل کرنا۔ دوئم حفظ امن کی ضمانت دینا۔ سوئم مناظرہ کی جگہ کا بند و بست کرنا۔ ہمارے ذمہ صرف یہ بات ہوگی۔ کہ ہم اپنے علمائے کرام کو یہاں بلالیں۔ فقط

آپ کا ممنونِ احسان سید عبد المجید احمدی ۱۳ اگست سنہ ۱۹۲۹ء

جواب الجواب

سید عبد المجید صاحب

آپ کا جواب پہنچا۔ میرا مطلب چیلنج سے صرف اتنا تھا۔ کہ منصوری کی جماعت احمدیہ چند احباب کے مجمع میں بیٹھ کر مجھ سے تبادلۂ خیالات کرے۔ یہ ایک مختصر مجلس ہوگی۔ بڑی مجلس کی ضرورت ہوتی تو منصوری کے فریقین کے مشورہ سے مفید ہو سکتی تھی۔ باقی میں آپ کے مطاعن کے جواب دینا مناسب نہیں جانتا۔ والسلام

ابو الوفاء ثناء اللہ ۱۳ ۸ ۲۹ بوقت شب

مولوی صاحب کا فرار

اب اس کا فیصلہ تو ناظرین کرام ہی کریں گے۔ کہ آیا مولوی صاحب نے تو چیلنج دیکر اور ہماری طرف سے اس کی منظوری بھیجنے پر پبلک مناظرہ سے گریز کیا ہے یا نہیں مگر مولوی صاحب نے آخر میں جو میری باتوں کو مطاعن قرار دیا ہے اس کے متعلق عرض ہے۔ کہ یہ صحیح نہیں۔ میں نے تو واقعات کی حدود سے باہر قدم نہیں رکھا۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ خود مولوی صاحب طعنہ زنی کے مرتکب ہوئے ہیں جیسا کہ انہوں نے پبلک جلسہ میں میری غیر موجودگی میں مجھے مخاطب کر کے

فرمایا کہ کہاں ہیں وہ میرے دوست جنہوں نے لودیانہ میں مجھے تین سو روپیہ انعام دیئے تھے۔

چیلنج کا جواب لکھتے ہوئے پہلے چاہا تھا کہ ان کی اس بات کا بھی جواب دوں۔ مگر یہ سمجھ کر کہ مولوی صاحب نے جو بیان کیا گو وہ ملمع و تشنیع پر مبنی ہے تاہم ایک امر واقعہ ہے۔ لہذا پہلے جواب دینا مناسب نہ سمجھا لیکن اب میں اس کا بھی جواب دیتا ہوں۔ کہ مولوی صاحب کو لودیانہ کے فیصلہ پر اس قدر نازنہیں کرنا چاہئیے جبکہ وقتاً فوقتاً کئی مختلف ذرائع سے میں انہیں چیلنج دے چکا ہوں اور اب پھر بذریعہ الفضل اس کا اعادہ کرتا ہوں۔

چیلنج انعامی ایک سو ایک روپیہ

اگر آپ حلف مؤکد بعذاب کے ساتھ اپنے اخبار اہلحدیث میں یہ شائع کر دیں کہ میرے ساتھ مرزا صاحب نے یہ مباہلہ کیا تھا کہ صادق کی زندگی میں کاذب ہلاک ہو۔ اور یہ کہ لودیانہ والا مباحثہ جس کی علت غائی یہی مباہلہ تھا۔ اس کا فیصلہ جو غیر مسلم ثالث نے کیا تھا وہ ہر طرح غلطی سے مبرا تھا۔ اگر میں اپنے اس بیان میں کاذب ہوں تو وہ علام الغیوب خدا جس کی شان ہی خائنۃ الاعین وما تخفی الصدور ہے۔ اپنی صفت قہاری کے ماتحت مجھ کو اور میرے اہل و عیال کو ایک سال کے اندر الیسے عذاب الیم میں گرفتار کرے۔ جس سے کہ نہ صرف میں خود اور میرے اہل و عیال بلکہ ساری دنیا یہ سمجھ لے کہ بے شک یہ اسی جھوٹے حلف کا بدانجام ہے جو ایک صادق اور راستباز انسان کو کاذب بنانے کیلئے شائع کیا تھا۔ اگر آپ نے میرا پیش کردہ مضمون لفظ بلفظ اپنے اخبار اہلحدیث میں شائع کر دیا۔ اور ساتھ ہی اس مضمون کی نقل جو حروف بحروف آپ کے قلم یعنی ہاتھ سے لکھی ہوئی ہو معہ اس پرچہ اہلحدیث کے جس میں یہ مضمون شائع ہوا ہو۔ میرے پاس بذریعہ رجسٹری بھیج دیا تو میں خدا واحد لاشریک کو حاضر و ناظر جان کر اقرار کرتا ہوں کہ بغیر اس بات کے انتظار کے کہ آپ کے اور آپ کے اہل و عیال پر ایک سال کے اندر عذاب آتا ہے کہ نہیں۔ وہی رقم جو پہلے لودھیانہ میں دی تھی یعنی ایک سو ایک روپیہ دوبارہ بذریعہ منی آرڈر یا ڈرافٹ بیلہ امپیریل بنک آف انڈیا امرتسر آپ کے نام بھیج دونگا (انشاء اللہ تعالےٰ) باقی خاص و عام کے لئے یہ بات بھی قابل غور ہے کہ مولوی صاحب ہمیشہ اپنے اخبار اہلحدیث میں شائع کرنے کے علاوہ ہر ایک جلسہ میں تین سو روپیہ کے حوالہ سے اپنی فتح عظیم کا ڈنکا بجایا کرتے ہیں اس کے متعلق میں ان سے پوچھتا ہوں کہ یہ کیسی فتح عظیم ہے۔ کہ باوجود لودھیانہ میں احمدیوں کو شکست ہونے کے کوئی احمدی اس مناظرہ کی وجہ سے مرتد نہیں ہوا۔ بلکہ اس کے بعد ہزاروں غیر احمدی یہ دیکھتے اور جانتے ہوئے کہ مولوی صاحب کو احمدیوں کے مقابلہ پر فتح عظیم حاصل ہوئی۔ مگر پھر بھی مولوی صاحب کو بقول خود مولوی صاحب منقول ۲۷ اپریل ۱۹۱۹ء مکذب) بدکار۔ جھوٹا۔ دغاباز۔ مفسد اور نافرمان سمجھ کر حضرت مرزا صاحب مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام دعووں پر ایمان لائے۔ جن میں سے ایک معبر بزرگ حافظ سید عبدالوحید صاحب بھی ہیں۔ جو پہلے سلسلہ احمدیہ کے اشد ترین مخالفین میں سے تھے۔ اور اسی مخالفت کی بنا پر وہ ہندوستان سے ہجرت کر کے مکہ معظمہ تشریف لے گئے تھے۔ مگر اب وہ بفضل خدا معہ اہل و عیال بچے احمدی ہیں۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔ کیوں مولوی صاحب! اپنے زندہ رہ کر وہ نشان دیکھے۔ جن کے دیکھنے کی تمنا آپ نے حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کی تھی۔ کہ مزہ تو جب ہے کہ میں زندہ رہ کر آپ کی صداقت کے نشان دیکھوں۔ فبای آیات اللہ تنکرون پس کون کون سے نشانات الٰہی کا انکار کرو گے؟

چیلنج دہندہ

خاکسار سید عبدالمجید احمدی کمرشل ہاؤس کوہ منصوری

مری میں غیر مبایعین کو کھلی ہزیمت

مولوی اسد دتا صاحب ۲۳ اگست کو مری تشریف لائے۔ غیر مبایعین نے ہمیں چیلنج دے رکھا تھا۔ چنانچہ میاں محمد یعقوب صاحب شال مرچنٹ نے اپنا چیلنج ۱۱ اگست کے زمیندار میں چھپوا بھی دیا تھا۔ ہم نے ان کے چیلنج کی منظوری کی اطلاع دے دی تھی۔ اور یہ بھی لکھ دیا تھا۔ آپ لوگ اپنے مناظر بلا لیں۔ جب ہم لوگ شرائط طے کرنے کے لئے میاں صاحب موصوف کے مکان پر گئے۔ تو انہوں نے فرمایا۔ ان کی طرف سے ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب پیغامی مناظرہ کرینگے۔ مناظرہ کرنے سے میاں صاحب کی ایک غرض یہ بھی تھی کہ وہ معلوم کرنا چاہتے تھے۔ غیر مبایعین اور مبایعین میں سے کون حق پر ہے۔ مگر ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کو اپنا نمائندہ بنا کر انہوں نے ایک مدعی فریق کے فرد کو اپنا وکیل بنا لیا۔ حالانکہ ایک منصف کے لئے یہ جائز نہیں۔ کہ وہ کسی معاملہ میں فیصلہ کرنے کے لئے مدعی یا مدعا علیہ میں سے کسی ایک کو اپنا وکیل بنا لے۔ بہر حال ہم نے ان کے لئے ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کی نمائندگی کو قبول کر لیا۔ ہمیں تو احقاق حق اور ابطال باطل منظور تھا

اشتعال انگیزی

بعد از نماز جمعہ ڈاکٹر صاحب موصوف کے ساتھ شرائط مناظرہ طے کی گئیں۔ ڈاکٹر صاحب کی یہ کوشش تھی۔ کہ غیر احمدیوں کو ہمارے خلاف بھڑکائیں۔ چنانچہ وہ بار بار لوگوں سے کہتے۔ دیکھو یہ لوگ تم کو کافر کہتے ہیں۔ مولوی اسد دتا صاحب یہ چاہتے تھے۔ کہ شرائط مناظرہ اصولی طور پر طے ہو جائیں مگر شاہ صاحب ان کو بار بار مسئلہ کفر و اسلام کی طرف گھسیٹتے۔ اور لوگوں کے جذبات کو ہمارے خلاف بھڑکانے کی کوشش کرتے۔ آخر کار شرائط مناظرہ کے دوران میں ہی مولوی صاحب نے شاہ صاحب کے نفاق کی قلعی کھولدی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں سے ثابت کر دیا۔ کہ مسئلہ کفر و اسلام میں مبایع جماعت کا مذہب عین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مذہب اور فرمودہ کے مطابق ہے جب لوگوں کو اس بات کا علم ہوا۔ تو ان کی حیرت اور استعجاب کی کوئی حد نہ رہی۔ اور اکثروں نے بعد میں ہمارے پاس بیان کیا کہ جماعت احمدیہ کی لاہوری پارٹی غیر احمدیوں سے چندہ لینے کے لئے اپنے عقائد چھپاتی ہے۔ اور بعض نے کہا۔ یہ لوگ نہایت خطرناک اور منافق طبع ہیں ایک نے کہا ع ایں ہمہ از پئے آنست کہ زر مے خواہد

امکان نبوت

پہلا مناظرہ امکان نبوت بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از روئے قرآن و حدیث تھا۔ ڈاکٹر صاحب گھر سے کئی دنوں کی محنت کے بعد ایک مضمون لکھ کر لائے۔ مناظرہ اگلے روز رات کے ½۹ بجے شروع ہوا۔ مولوی اللہ دتا صاحب نے پہلے تقریر کی۔ اور امکان نبوۃ بعد از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ثبوت میں آیات قرآنی اور احادیث پیش کیں۔ ماشاء اللہ آپ کی تقریر نہایت برجستہ تھی۔ سمجھدار اور اہل علم طبقہ آپ کی تقریر سے مستفید و محظوظ ہوا جب ڈاکٹر صاحب کا وقت آیا۔ تو انہوں نے بجائے اس کے کہ مولوی صاحب کے بیان کردہ دلائل کو رد کرتے مضمون سنانا شروع کر دیا جو گھر سے لکھ کر لائے تھے۔ آخر وقت تک ڈاکٹر صاحب نے مولوی صاحب کے دلائل کو نہ چھوا۔ دوران مضمون میں لوگوں کے جذبات کو بھڑکانے کی سعی نافرجام کرتے رہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام بے ادبی سے لیتے رہے۔

مباحثہ کا نتیجہ

اس مباحثہ کا نتیجہ ایک فقرہ میں ادا ہو سکتا ہے۔ وہ یہ کہ غیر احمدی دوستوں نے نتیجہ نکالا کہ ڈاکٹر محمد حسین صاحب احمدیت سے دست بردار ہو کر ان کے ساتھ مل گئے۔ چنانچہ ایک صاحب نے ڈاکٹر صاحب سے معانقہ کیا۔ اور کہا کہ آج سے ہم بھائی بھائی بن گئے۔ پھر انہوں نے ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب کو دعوت دی کہ وہ جمعہ کی نماز غیر احمدیوں کے پیچھے پڑھیں۔ انہوں نے کچھ نیم سا اقرار بھی کیا۔ مگر ان کی جماعت کے بعض دوستوں نے اس کے خلاف رائے دی۔ اور ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب نے بعض عذر لنگ پیش کر کے اس پیالہ کو ٹال دیا۔ اس سے غیر احمدیوں پر اور بھی برا اثر پڑا۔ اور انہوں نے اقرار کیا۔ کہ یہ لاہوری پارٹی واقعی منافق ہے اور اس کے کھانے کے دانت اور ہیں اور دکھانے کے اور۔ مناظرہ کے دوران میں ڈاکٹر محمد حسین صاحب کی کم علمی کی حقیقت بھی لوگوں پر واضح ہو گئی۔ آپ نے ترمذی کے لفظ کو ترمُذی پڑھا۔ اور قرآن کی آیات اور احادیث اکثر غلط پڑھتے۔ مناظرہ کے بعد کئی لوگوں نے ہم سے ذکر کیا۔ ڈاکٹر محمد حسین صاحب ایک نہایت کم علم آدمی ہیں۔ اور اکثر نے ان کے علم کے متعلق کئی ایک ریمارک پاس کئے۔ مگر ہم پسند نہیں کرتے۔ کہ ان ریمارکس کو یہاں نقل کریں

ڈاکٹر محمد حسین صاحب کا فرار اور بد اخلاقی

دوسرا مناظرہ حضرت مسیح موعود کا دعوائے نبوت از روئے تحریرات حضرت مسیح موعود تھا ہم نے اگلے روز رقعہ دیکر اپنے دو آدمیوں کو ڈاکٹر صاحب کی کوٹھی پر بھیجا کہ دوسرا مناظرہ کب اور کہاں ہوگا۔ مگر پہلے مناظرہ کی ذلت سے ڈاکٹر صاحب کچھ ایسے حواس باختہ ہو گئے تھے۔ فرمانے لگے۔ جماعت سے مشورہ کر کے اطلاع دوں گا۔ اصل میں بعض غیر مبایعین نے ڈاکٹر صاحب کو کہلا بھیجا۔ اگر آپ نے مناظرہ کیا تو ہم آپ سے الگ ہو جائینگے۔ ایک احمدی نے جب ڈاکٹر صاحب سے کہا۔ شرائط طے ہو چکی ہیں۔ پھر جماعت کے ساتھ مشورہ کے کیا معنی تو

مغربی افریقہ میں تبلیغ اسلام

مختلف مقامات کا دورہ اور لیکچر

مولوی نذیر احمد صاحب کو سالٹ پانڈ میں پہنچے ہوئے تین ماہ ہوگئے ہیں۔ تین علاقوں میں جلسے کرکے احباب سے ان کی واقفیت کرادی گئی۔ اور انہوں نے دیکھ لیا۔ کہ اس ملک کے لوگوں سے کس طرح معاملہ کرنا چاہیئے۔ سکول میں بھی کسی قدر کام انہوں نے دیکھا۔ اور ہمارے ہاں درس کا جو سلسلہ جاری ہے۔ اس میں سے بھی عورتوں کی تعلیم ان کے سپرد کردی گئی۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ اب وہ اس کام کو کلیتہً چلانے کے قابل ہو چکے ہیں۔ خدا تعالےٰ ان کی دستگیری کرے۔ میں نے سارے کے سارے کام کا بوجھ یکدم اس واسطے ان پر نہ ڈالا کہ تا اس ملک کی زبان اور حالات کے مطالعہ کا انہیں زیادہ موقعہ ملتا ہے

تبلیغی خط

انہوں نے ایک تبلیغی خط لکھا ہے۔ جس میں مختصراً حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی الوہیت کا رد۔ ان کی وفات بر صلیب کا رد اور ان کے خدا کا اکلوتا بیٹا ہونے کا رد کیا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کی خوشخبری دی ہے۔ خط بہت عمدہ ہے۔ مختصر اور جامع ہے اللہ تعالےٰ نیک اور بابرکت نتائج پیدا کرے۔ آمین۔

سکول

سکول کا دوسرا معائنہ جولائی کے آخر میں ہوا تھا۔ اس کی رپورٹ اب آئی ہے۔ جو خدا کے فضل سے نہایت خوشکن ہے۔ شروع سال میں جو مشکلات مدرسین کے حصول میں ہمیں پیش آئی تھیں۔ ان کی وجہ سے بہت ڈر لگ رہا تھا۔ مگر خدا نے ہماری کمزوری پر رحم کھایا۔ اور ہماری پردہ پوشی کی۔

قادیان کا قرضہ

سکول کی عمارت کے لئے پانچسو پونڈ قرضہ جو بیت المال کی معرفت ہمیں قادیان سے ملا تھا۔ خدا کا شکر ہے۔ اس کا نصف حصہ واپس ادا کیا جا چکا ہے۔ بقایا کا نصف عنقریب بھیجدیا جائے گا۔ اور بقایا جو کل رقم کا ¼ ہے۔ دسمبر میں ادا ہوگا۔ خدا تعالےٰ ہماری مدد کرے اور ہمارے حال پر رحم کرے۔ ہماری مالی حالت بہت کمزور ہے۔

لیگوس میں دوسری بار

خاکسار جب اس ملک میں تبلیغ کے لئے ۱۹۲۲ء میں آیا۔ تو قادیان سے سیدھا نائیجیریا پہنچا تھا۔ یہاں مولوی عبدالرحیم صاحب نیر کی معیت میں ایک مہینہ بسر کرکے مئی ۱۹۲۲ء کو سالٹ پانڈ چلا گیا تھا۔ اور پھر اسی علاقہ میں آٹھ سال خدمت کے بسر کئے۔ لیکن جب برادرم مولوی نذیر احمد صاحب قادیان سے آئے۔ تو ان کی زبانی جناب ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ نے حکم بھیجا۔ کہ میں قادیان لوٹنے سے قبل نائیجیریا کی جماعتوں کا معائنہ کرتا آؤں۔ چنانچہ اس ارشاد کی تعمیل میں ۹۔ جولائی کو سالٹ پانڈ سے روانہ ہوکر ۱۱۔ جولائی کو لیگوس پہنچا۔ جہاز میں اب کی دفعہ مجھے بہت تکلیف ہوئی۔ باوجودیکہ میں درجہ اول میں سفر کر رہا تھا۔ اور جہاز ہر طرح آرام دہ تھا۔ لیکن متلی اور سر درد نے مجھے تنگ کیا۔ ساحل سمندر پر یہاں کے افریقن مشنری انچارج امام قاسم مع جماعت کے ایک قطعہ کے موجود تھے۔ ان کی معیت میں جامع مسجد میں ½۱۲ بجے کے قریب پہنچے۔ وہاں چیف امام اور دیگر اکابر جماعت استقبال کے لئے موجود تھے۔ ان سے مل ملا کر سب کی معیت میں گھر پر پہنچے۔ تین دن ٹھیرے اور دو لیکچر دئے۔ اور دیگر مقامات کے لئے روانہ ہو گئے۔

بذریعہ سٹیم لانچ بصلم E نام مقام میں پہنچے۔ وہاں پر جماعت اسی سال قائم ہوئی ہے۔ میرے وہاں جانے سے اچھا اثر ہوا۔ غیر احمدی امراء کے مکانات پر پہنچکر فرداً فرداً انہیں احمدیت کا پیغام دیا۔ دو پبلک لیکچر بھی دئے۔ خدا تعالےٰ اس بیج کو ایسے درخت کی شکل میں اگائے۔ کہ جو تؤتی اکلھا کل حین کا مصداق ہو۔ ۱۸ مرد بیعت میں داخل ہوئے۔

اس جگہ سے چل کر (Ijede) نام مقام پر پہنچے۔ ساڑھے آٹھ سے دس بجے تک لیکچر دیا۔

ایگباڈو

اتوار کے دن صبح کی ٹرین پر قریباً چالیس احمدیوں کی معیت میں لیگوس سے روانہ ہوکر ایگباڈو نام مقام پر پہنچے۔ یہاں چھوٹی سی جماعت ہے۔ لیکن اس کے پریذیڈنٹ اور امام نہایت جوشیلے۔ دین کی راہ میں تکلیف کی پرواہ نہ کرنے والے۔ اور ہر طرح سے خدمت دین کیلئے مستعد ہیں۔ ابتدا میں ان کو بڑی تکلیفیں دی گئیں۔ پریذیڈنٹ صاحب کے والد جو غیر احمدی امیر دیہہ ہیں۔ ان کے خلاف مسجد کے لئے زمین کی کوشش پر رومن کیتھولک پادری ان کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ آخر مقدمہ لوکل امیر کے پاس گیا۔ جو ایک عیسائی اور تعلیم یافتہ و روشن خیال آدمی ہیں۔ یہ نمبردار ہمارے خلاف گواہی دینے گیا۔ مگر خدا بھلا کرے۔ اس عیسائی امیر اعظم کا کہ اس نے کسی کی ایک نہ سنی۔ انصاف کی رو سے فیصلہ کیا۔ اور زمین ہمیں دلادی۔ اب وہاں پر مسجد آباد ہے۔

کچھ عرصہ سے یہاں کے بعض احباب کے درمیان شکر رنجیاں پیدا ہو رہی تھیں۔ لہٰذا پہلا کام وہاں پہونچکر یہ کیا۔ کہ سب دوستوں کو نصیحت کی۔ اور انہیں بتایا۔ کہ انسان انسان ہی ہے۔ اس میں اگر کوئی نقص پایا جائے۔ تو اسے ذاتی نقص سمجھنا چاہیئے۔ اور دین میں اس کی وجہ سے رخنہ اندازی نہ کرنی چاہیئے۔ خدا تعالےٰ سب کا بھلا کرے۔ کہ انہوں نے میری بات مان لی۔ اور آپس میں صلح کر کے شیر و شکر ہو کر رہنے کا وعدہ کیا۔

بعد ازاں وہاں پر پبلک ہوا میں غیر احمدی نمبردار کے مکان کے سامنے دو گھنٹے تک وفات مسیح ناصری و صداقت مسیح محمدی (علیہما السلام) پر لیکچر دیا۔ اور شام کو مع الخیر لیگوس واپس آگئے۔

لیگوس کی جماعت

یہاں پر خدا کے فضل سے کافی جماعت ہے۔ اور باوجود پیغامیوں کی ریشہ دوانیوں اور مسٹر آگسنو کو اپنا ایجنٹ بنانے کے وہ یہاں کے احباب کے قدم متزلزل نہیں کر سکے۔ آئندہ بھی خدا تعالےٰ یہاں کے لوگوں کو مضبوطی عطا کئے رکھے۔ آمین

ان کے اندر خواہ کتنے ہی نقائص ہوں۔ مگر میں ان کے اس کمال کا معترف ہوں۔ کہ پانچ سال سے بغیر کسی مبلغ کی نگرانی کے کام چلا رہے ہیں۔ صبح کی نماز کے بعد ہر روز سب مساجد میں قرآن کا درس ہوتا ہے ہر ہفتہ جمعہ اور اتوار کو لیکچر دیتے ہیں۔ باقاعدہ انتظامی اور مشنری بورڈ اور لٹریری سوسائٹیاں قائم ہیں۔ جمعہ کی نماز میں سب اکٹھے ہوتے ہیں۔ باہر کی جماعتوں کی نگرانی کرتے ہیں۔ سکول کو چلا رہے ہیں مجھے یہاں آئے ہوئے آج بارہ دن ہو گئے۔ میرے گرد احباب کا ایک جمگھٹا لگا رہتا ہے۔ میری پاسبانی میں بچے گھروں کو چھوڑ کر میرے مکان پر سوتے ہیں۔ راتوں کو اٹھ اٹھ کر میری نگرانی کرتے ہیں ہر طرح عزت پیار۔ اور محبت سے پیش آتے ہیں۔

نومبائعین

میرے یہاں پہونچنے پر دس مرد و زن میرے ہاتھ پر بیعت کرکے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی غلامی میں داخل ہو چکے ہیں۔ احباب کرام ان کے لئے اور دیگر سب نائیجیریا اور گولڈ کوسٹ کے احمدیوں کے لئے دعائیں فرمائیں۔

نائیجیریا کے اخبارات

میرے یہاں پہونچنے پر اس جگہ کے بہت سے اخبارات نے میری آمد کی خبریں شائع کیں۔ اور میری نقل و حرکت کو اپنے کالموں میں جگہ دے رہے ہیں۔ چنانچہ یہاں کے مشہور اخبار ڈیلی نیوز نے اپنی گیارہ جولائی کی اشاعت میں لکھا:۔

ہمیں اطلاع ملی ہے۔ کہ مولوی فضل الرحمن حکیم احمدی مشنری متعینہ گولڈ کوسٹ پراسو نامی جہاز پر کل یہاں معائنہ کے لئے تشریف لائے ہیں۔ اس کے بعد وہ اپنے وطن ہندوستان رخصت پر جائیں گے۔ جو قابل تعریف کام کہ اس نوجوان مگر لائق مبلغ نے گولڈ کوسٹ میں سر انجام دے کر وہاں کی مسلم پبلک میں ہیجان پیدا کر دیا ہے۔ وہ ہماری یاد سے نہ اترے گا۔ مولوی صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول سالٹ پانڈ کے قائم کرنے والے اور اس کے منیجر ہیں۔ انہوں نے اس سال ایک کیلنڈر شائع کیا ہے۔ جس پر بعض دینی اور موثر باتیں گولڈ کوسٹ بلکہ تمام دنیا کے عیسائیوں کے متعلق لکھی ہیں۔ انہوں نے ویسٹ افریقہ اخبار (لنڈن) اور ریویو آف ریلیجنز میں وقتاً فوقتاً اپنے مذہب کی تائید میں آرٹیکل لکھے ہیں۔

دوسرا اخبار ایوننگ نیوز میرے ۱۴۔ جولائی کے لیکچر کے متعلق لکھتا ہے:۔ مولوی فضل الرحمن حکیم ہندوستانی مسلم مبلغ نے جن کی یہاں آمد کی خبر ہم اپنے ۱۱۔ ماہ حال کے پرچہ میں شائع کر چکے ہیں۔ ۱۴۔ جولائی کو مساید ووڈ سٹریٹ میں ایک لیکچر دیا۔ لیکچر میں احمدیوں۔ غیر احمدیوں۔ عیسائیوں اور بت پرستوں کی ایک معقول خاصی تعداد موجود تھی۔ یہ لیکچر نہایت دلچسپ اور علمی تھا۔ سائیکالوجی سے واقفیت کا نتیجہ ہے۔ خاکسار فضل الرحمن حکیم عفا اللہ عنہ از لیگوس۔ ۲۲۔ جولائی ۱۹۲۹ء

کشیدہ کاڑھنے کی مشین بیگمات کے لئے دلچسپ تحفہ

ناظرین والا تمکین کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ وہ اچھی شریف بیگمات اور نیک بخت لڑکیوں کو بیکار نہ بیٹھنے دیں ورنہ وہ سست اور دائم المریض ہو جائینگی آپ ان کے لئے کشیدہ کاری کی مشین منگوا کر ان کو باسلیقہ بنائیں مشین کا نقشہ آپکے پیش نظر ہے۔ تھوڑے وقت اور ذرا سی محنت سے نہایت نفیس اور خوبصورت اونی۔ ریشمی۔ کشیدہ کاری نہایت اعلےٰ اور پائدار بنائی جا سکتی ہے اس مشین سے کپڑوں پر اعلےٰ درجہ کے نقش بیل بوٹے پھول پتے تکیوں کے غلاف۔ بچوں کی ٹوپیاں۔ مخمل کی گرگابیاں۔ سلیپر۔ جھالر اور کئی قسم کی گلکاری بنائی جاتی ہے اسکا چلانا نہایت آسان ہے۔ امیر لوگوں کے لئے زینت اور غریبوں کے لئے روزگار ہے ہر چیز ترکیب ہمراہ دیا جاتا ہے نقالوں سے بچیں قیمت درجہ اول للعہ دوم ہے سوم عا نقلی مشین محصولڈاک فہرست اشیاء متعلقہ مشین کشیدہ کاری۔ کشیدہ کاری کا گول فریم چوبی (۸) دو روپے۔ درجہ اول دو روپے۔ درجہ دوم ایک روپیہ آٹھ آنے۔ کشیدہ کی قینچی صرف ایک روپیہ آٹھ آنے۔ بارہ آنے اور آٹھ آنے۔ ریشمی دھاگے کی جنڈیاں ایک روپیہ درجن۔ ان مختلف رنگ کی پندرہ روپے فی پونڈ یا درجنگی۔ پیٹرن مختلف ڈیزائن فی عدد آٹھ آنے سے لیکر ایک روپیہ تک۔ چوبی فریم ایک روپیہ آٹھ آنہ اور دو روپے۔ سوئی صرف فی عدد ڈاک کا خرچ سامان کے علاوہ ہوگا۔ مشین کے ہمراہ سامان منگوانے پر محصول ڈاک معاف ہوگا۔ امپیریل فانسی مارٹ (۵) پوسٹ بکس ۱۶۷ لاہور۔

عورتیں مائیں آپ کے فائدہ کی بات ہے

خونی بواسیر کے وہ احباب جن کے مسے دو ہوں۔ مثل مکڑی کی ہو جل کے آدیناں ہوں۔ یا وہ اصحاب جن کی بروقت اجابت آنت باہر نکل آتی ہو۔ مریض کو اپنے ہاتھ سے اندر کرنی پڑتی ہو۔ یہ دو شکل بواسیر سخت تکلیف دہ ہیں۔ ایسے مریض یہاں تشریف لائیں۔ ہفتہ عشرہ میں اور بلا تکلیف اور بلا نکلنے خون مسے نکال دئے جائیں گے۔ بعد صحت ان سے مبلغ ... روپیہ لئے جائینگے۔ یہاں رہائش کے ایام میں خرچ ان کا اپنا ہوگا۔

خوشخبری

خنازیر کے مریض۔ جن کی گردنوں اور بغلوں میں گلٹیاں ہوں۔ یا زخم ہوں۔ پیپ بہتی ہو۔ یہاں تشریف لائیں۔ صرف خوردنی دوائی سے تین ہفتہ میں زخم خشک۔ گلٹیاں غائب ہو جائینگی باقی عمر ہمیشہ کے لئے تا زندگی مرض مذکورہ سے نجات ہوگی۔ بعد صحت مبلغ پندرہ روپے لئے جائینگے خواہ قیمت دوائی خیال فرمائیں۔ یا ۲۰-۲۲ روز ملاحظہ ڈاکٹری کی فیس خیال فرمائیں۔ وہ بھی بعد صحت

موجد ادویہ

ڈاکٹر نور بخش احمدی گورنمنٹ پنشنر

انڈیا اینڈ افریقہ۔ قادیان (پنجاب)

تریاق معدہ وجگر

ہمارا تیار کردہ تریاق بفضلہ مندرجہ ذیل عوارضات کے لئے لاثانی دوا ہے کوئی یونانی و ڈاکٹری مرکب جملہ فوائد میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا اکثر اشخاص ضعف معدہ۔ ضعف جگر۔ دل کی دھڑکن۔ سر درد بوجہ کمی خون عضم طحال۔ جلن ہاتھ و پاؤں۔ زردی بدن۔ جلن سینہ۔ کمی خون قبض دائمی۔ ان عوارضات کے باعث اکثر مریض زندہ درگور نظر آتے ہیں۔ موسم سرما میں تھوڑے آرام معلوم ہوتا ہے۔ جہاں گرمی کا موسم آیا مندرجہ عوارضات آدبلتے ہیں۔ کوئی دن اور رات چین سے بسر کرنا نصیب نہیں ہوتا۔ صرف ایک ہفتہ کے قلیل عرصہ میں آثار صحت شروع ہو جاتے ہیں دو تین ہفتہ کے لگاتار استعمال سے زردی ولاغری دور ہو کر بدن چست وچالاک سرخ مثل انار ہو جاتا ہے۔

تریاق معدہ وجگر سفوف کی شکل میں خوشبودار لذیذ شیریں مفرح ہیک یا بدبو سے پاک بچوں۔ بوڑھوں۔ عورتوں اور مردوں کے لئے یکساں مفید ہے جس قدر دودھ گھی چاہو ہضم کر سکتے ہو تندرست اشخاص جو کمی خون محسوس کرتے ہیں۔ وہ بھی اسے استعمال کر کے کافی خون پیدا کر سکتے ہیں۔ قیمت فی چھٹانک تین روپے آٹھ آنے۔ علاوہ محصولڈاک۔ خوراک ۲ ماشہ ہمراہ دودھ۔ صبح وشام مفصل پرچہ ترکیب ہمراہ وی۔ پی ارسال ہوگا۔

حکیم محمد شریف احمدی موضع عمر دالا براستہ بٹالہ ضلع گورداسپور

بہت جلد ضرورت ہے

مڈل و انٹرنس کے طلباء کی۔ جو کہ ایک سو سے تین سو روپیہ تک کی ملازمت چاہیں۔ ہمارا چارماہ کا کورس شارٹ ہینڈ بک کیپنگ کارسپانڈنس ٹائپ رائیٹنگ کا پاس کریں۔ اور ریلوے گورنمنٹ آفس و یوروپین فرم میں ملازمت کے لائق بن جائیں۔ یہ کالج یورپین کے انتظام میں ہے۔ اور اور سنٹرل چیمبرس آف کامرس کا سنٹر ہے۔ زیادہ حالات کے لئے پراسپکٹس طلب کریں۔

جنرل منیجر امپیریل آف کامرس میکلوڈ روڈ۔ لاہور

خالص سمت سلاجیت اصلی

جو عام تاجر سوا روپیہ فی تولہ بیچتے ہیں۔ بغرض وسعت تجارت کچھ عرصہ کے لئے ہم بطور رعایت مصرحہ تحت نرخ پر فروخت کرتے ہیں۔ مال اعلیٰ اور دیانتداری کے ساتھ ارسال کیا جاتا ہے۔ دس تولہ تک تین آنہ فی تولہ۔ ۴۰ سے ۲۰ تک ۲۔ زائد از ۵۰ دو آنہ فی تولہ نمونہ بوزن ۵ تولہ سوا روپیہ محصولڈاک بذمہ خریدار۔

تار کا پتہ "احمدیہ برادرس" گلگت

عبد الغفار عبد الغنی سوداگران گلگت کشمیر

دی تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور

کے کاروبار میں روپیہ لگانا۔ جائداد اور زیورات پر ہزاروں روپیہ بند کرنے۔ بنکوں و ڈاکخانوں میں جمع کر رکھنے سے ہزار درجہ بہتر ہے۔ تاج کمپنی لمیٹڈ۔ خوشبودار تیل سینٹ اور بناؤ سنگار کی دیگر اشیاء۔ نیز شربت۔ عرق ادویات۔ بوٹ پالش۔ روشنائیاں وغیرہ کی تجارت بہت بڑے پیمانہ پر کرنے کے واسطے قائم ہوئی ہے۔ توقع ہے کہ منافع کمپنی فیصدی سالانہ سے کم نہیں ہوگا۔ حصے کامیابی سے فروخت ہو رہے ہیں۔ اگر آپ بھی کچھ رقم نفع بخش تجارت پر لگانا چاہیں تو آج ہی پراسپکٹس مفت طلب فرمائیے (نوٹ) حصے فروخت کرنے کیواسطے شریف اور بارسوخ آدمیوں کی ضرورت ہے۔

دی تاج کمپنی لمیٹڈ ریلوے روڈ لاہور

اشتہار
اخبار لاحول کی رائے
دو مکمل بکس دو مریضوں پر
استعمال کرائے بہت ہی مفید دوائی ثابت ہوئی ہے۔ (رفیع الدین فیروزپور)
ایک خان صاحب
بہتوں کا بھلا ہوگا اس کے پڑھنے سے
Digitized by Khilafat Library Rabwah
طاقت اور دماغی طاقت کو قائم رکھنے والی دوائی جو کہ ہر صفت میں یکتا ہے۔ پرائیویٹ خط و کتابت ہمارے ساتھ فرمائیے۔ ہم آپ کو صلاح دینگے۔ اور ہر قسم کی دوائی برائے آپ کی ضروریات روانہ کرکے آپ کو خوش کرینگے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ضرور آپ کو فائدہ پہونچیگا۔ آزمائش شرط ہے مفصل مضمون۔ زمیندار میں ملاحظہ فرمایا کریں۔
اتفاقاً خوش قسمتی سے مجھے ایک ملازمت پر نیپال جانا پڑا۔ جولائی کو میں لاہور سے نیپال روانہ ہوا۔ راستہ میں وہ ایک جگہ ٹھہرتا ہوا تیرھویں دن نیپال کے مشہور شہر کھٹمنڈو میں پہونچکر سرائے میں اُترا۔ مجھ سے ایک فقیر خضر صورت جو ایک دو روز پہلے کے وہاں مقیم تھے۔ پوچھنے لگے۔ کہ تم اداس اور تمہاری صورت مریضوں کی سی کیوں ہے۔ میرے پُر درد دل نے اس فقیر خضر صورت اور کامل سنیاسی فقیر سے اپنا سارا ماجرا کہہ ڈالنے کی ہدایت کی چنانچہ میں نے بے کم و کاست اپنی ساری سرگذشت کا کچا چٹھا بیان کرکے یہ بھی کہہ دیا کہ اب میں اس زندگی سے تنگ آکر خودکشی پر آمادہ ہوں۔ اس فقیر صاحب کمال نے ازراہ شفقت میرے حال زار پر رحم کھا کر ایک نسخہ کھانے کے لئے مقوی گولیوں کا اور دوسرا نسخہ مالش کے تیل کا بتایا۔ چنانچہ میں نے بموجب ارشاد اس صاحب کمال کے جنگلی جڑی بوٹیوں اور کئی ادویات بازار سے خرید کر ہر دو جوہر کیمیا کو دو روز اس صاحب کمال کے تیار کرکے استعمال کرنا شروع کیا۔ ناظرین میں اپنے خدا کو حاضر ناظر جان کر سچ کہہ رہا ہوں۔ کہ ساتویں روز ہی میری تمام شکایتیں جو ایک مریض کو لاحق ہوا کرتی ہیں۔ رفع ہونی شروع ہوگئیں۔ مگر موجب ہدایت اپنے محسن کے اکیس روز تک برابر پرہیز اور استعمال جاری رکھنا پڑا۔ میں ہر روز تین سیر دودھ بآسانی ہضم کر لیتا تھا۔ میرا چہرہ بارونق۔ بدن مضبوط بینائی طاقتور ہوگئی۔ لاہور واپس آکر باقی ماندہ دوا کا کئی ایک مایوس مریضوں پر تجربہ کیا۔ اور ہر قسم کی بیماری کے لئے اکسیر سے بڑھ کر پایا۔ اب کئی ایک دوراندیش احباب کے اصرار اور عام کے فائدہ کو مدنظر رکھ کر یہ اشتہار بغرض اطلاع رفاہ عام دیا جاتا ہے۔ کہ اگر کوئی صاحب کسی شرمناک۔ اور قبیح علت کے
شکار بن کر فطرت انسانی سے محروم ہو بیٹھے ہوں۔ اور سینکڑوں روپے علاج معالجہ پر صرف کرکے بھی مایوسی حاصل کر چکے ہوں۔ وہ اس قلیل القیمت سریع الاثر دوائی کو استعمال کرکے صحت یاب ہو جائیں۔ اور خدا کے فضل کے گیت گائیں۔ یہ قیمت صرف لاگت ادویات۔ اور خرچ اشتہارات پر بمشکل اکتفا کرتی ہے۔ اور ذاتی فائدہ بہت کم ملحوظ ہے۔
قیمت روغن مالش جو صحت کے لئے کافی ہے۔ صرف تین روپے آٹھ آنے۔ قیمت مقوی اعصاب گولیاں فی شیشی جس میں ۷ یوم کی چودہ خوراک موجود ہیں۔ دو روپے آٹھ آنے۔ مریضوں کے لئے یہ گولیاں نہایت مفید ہیں۔ مادر زاد کمزوری کے سوائے خواہ کسی قسم کی ناطاقتی کا مرض کیوں نہ ہو۔ تین شیشی مقوی اعصاب گولیاں اور ایک شیشی روغن مالش کافی ہے۔ اس دوائی کے استعمال سے کسی قسم کا آبلہ یا سوزش ہرگز نمودار نہ ہوگی۔ اور نہ ہی اس دوائی میں کسی کشتہ وغیرہ کی آمیزش ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان گولیوں کا استعمال ہر بوڑھا بچہ بآسانی بغیر لحاظ موسم کے کر سکتا ہے۔ اور لطف یہ کہ اس دوائی کے استعمال کرنے کے بعد تازیست کسی دوائی کے استعمال کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ مکمل بکس کے خریدار کو محصول ڈاک معاف۔ قیمت مکمل بکس دس روپیہ (للعہ) اس دوائی میں سوائے جڑی بوٹیوں کے کوئی جزو خلاف مذہب دوائیاں نہیں ہے۔
آخر میں یہ ظاہر کر دینا ضروری ہے۔ کہ اس اشتہار کے نکالنے سے میری کوئی ذاتی غرض نہیں ہے۔ اور نہ ہی بفضلہ تعالیٰ مصنوعی اور جعلی اشتہار شائع کر کے پبلک سے روپیہ کمانے کی ترغیب ہے۔
شیخ غلام احمد محلہ پیر گیلانیاں لاہور سے طلب کریں۔
واقعی اکسیر صفت دوا ہے
آپ کی مقوی اعصاب گولیاں اور روغن مالش واقعی اکسیر صفت دوا ہے۔ (راقم شہاب الدین قصور)
مفید دوائی بڑی جستجو کے بعد ملی۔ بہت روپیہ ضائع کرکے معلوم ہوا کہ آپ کی دوائی طاقت وربنانے کا ایک صحیح علاج ہے (اللہ بخش گوجرانوالہ)
میرے دوست نے
آپ کی دوائی استعمال کی بہت ہی تعریف فرمائی۔ بے شک دوائی لاجواب ہے (راقم پیر اندتہ جتوں سیٹھ)
ہر ایک قسم کی خط و کتابت بنام
شیخ غلام احمد محلہ پیر گیلانی لاہور ہو
دو تین دفعہ آپ کی نیپالی گولیاں
اور روغن مالش مریضوں پر آزما چکا ہوں۔ واقعی زمانہ بھر کی کل دوائیوں سے لاجواب دوا ہے (حکیم محمد لطیف صاحب)
آپ کی دوائی ایسی مفید ثابت
ہوئی جس کی تعریف الفاظ میں ہونی ناممکن ہے۔ (آئی۔ ایس گوجرانوالہ)
اس قدر فائدہ ہوا جس کی
مجھے قطعاً امید نہ تھی۔ واقعی لاجواب دوا ہے۔ اور فوری اثر دکھاتی ہے۔

ہندوستان کی خبریں

—— ڈیرہ اسمٰعیل خان ۵۔ ستمبر۔ صوبہ سرحدی کے ریونیو کمشنر نے ڈیرہ اسمٰعیل خان کا معائنہ کیا۔ اور امدادی فنڈ جاری کر دیا۔

—— شملہ ۹۔ ستمبر۔ آل انڈیا مسلم کانفرنس کی مجلس عاملہ کا اجلاس آج شام سر محمد شفیع کے مکان پر منعقد ہوا۔ جس میں مسلمانان فلسطین کے ساتھ اظہار ہمدردی کی قرارداد منظور کی گئی۔ اور حکومت برطانیہ کو تاکید کی گئی۔ کہ باشندگان فلسطین کو نمائندہ جمہوری حکومت دی جائے۔

—— کلکتہ ۹۔ ستمبر۔ کلکتہ میں آٹھ ہزار سرجوروں کی بابت کہا جاتا ہے۔ کہ انہوں نے سٹی اور نیو مارکیٹ کا ٹھیکہ لے کر کارخانوں میں کام کرنے سے انکار کر دیا۔ اور کام چھوڑ کر چلے گئے۔ ہڑتالیوں کا مطالبہ ہے۔ کہ موجودہ انتظام خراب ہے۔ پرانے طریقہ پر کام کیا جانا چاہیئے۔ کیونکہ اس میں کام کرنے والوں کو ٹھیکہ سے فراغت کے بعد آرام بھی میسر آ سکتا ہے۔

—— بمبئی ۹۔ ستمبر۔ سر مانک جی دادا بھائی نے جو لندن سے واپس آئے ہیں۔ ایک اخبار کے نامہ نگار سے بیان کیا۔ کہ سائمن کمیشن کی سفارشات متفقہ ہوں گی۔ کمیشن صوبوں کو کامل آزادی دے جانے اور مرکزی حکومت کو مزید اختیارات ملنے کی سفارش کرے گا۔ نیز متفقہ کے ارکان کا انتخاب صوبوں کی مجلس قانون ساز کرے گی۔ تاکہ صوبے اور مرکزی حکومت ایک دوسرے سے بعید نہ خیال کئے جائیں۔

—— مدراس ۵۔ ستمبر۔ کل صبح مسٹر ولبھ بھائی پٹیل نے گجراتی کی ایک جلسہ میں تقریر کی۔ مدراس کے ہندی پرچار سبھا نے تیسرے پہر کو موصوف کی خدمت میں ایک سپاسنامہ پیش کیا۔ اس کے جواب میں مسٹر پٹیل نے مدراسیوں سے درخواست کی۔ کہ وہ ہندی کو اختیار کریں اور مدارس میں [illegible] دے کر ہندی کو ملک کی مشترکہ زبان بنائیں۔

—— دہلی ۸۔ ستمبر۔ حضور نظام حیدر آباد نے اپنی ریاست میں شدھی مہاجاروں کا داخلہ بند کر دیا ہے۔

—— سورت ۸۔ ستمبر۔ عرصہ سے ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان مسجد کے سامنے باجہ کے سوال پر تنازعہ چلا آتا تھا۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ اب فیصلہ ہو گیا ہے۔ دونوں قوموں نے ایک دوسرے کے جذبات کا پاس کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ مسلمان کھلی جگہ گاؤکشی نہ کریں گے۔ ہندو مسجد کے سامنے باجہ نہ بجائیں گے۔

—— شملہ ۸۔ ستمبر۔ ملک فیروز خان نون چیئرمین ریڈ کراس سوسائٹی پنجاب نے پنجاب کے مختلف سیلاب زدہ اضلاع کی امداد کے لئے اپیل شائع کی ہے۔ گورنر نے ۵۰۰ روپیہ دیا ہے۔ اور سات اضلاع کی مصیبت کی داستان کا حوالہ دیا ہے۔ ٹوٹی ہوئی سڑکوں اور پلوں وغیرہ کی مرمت کا بار حکومت پر بہت زیادہ ہوگا۔ حکومت لگان معاف اور کئی جگہ لگان کی وصولیابی ملتوی کر دے گی۔ اور تقاوی وسیع مقدار میں تقسیم کرے گی۔ گورنر نے یہ بھی کہا ہے۔ کہ اس معاملہ کا پبلک کا بھی فرض ہے۔ کہ وہ مصیبت زدگان کی امداد کرے۔

—— مظفر پور ۱۸۔ ستمبر۔ مظفر پور کالج کے پروفیسر سید اودھ بہاری پرشاد سنگھ کا حال ہی میں انتقال ہوا ہے۔ جس وقت ان کی ارتھی کو شمشان بھومی میں لے جانے کی تیاریاں ہو رہی تھیں اس وقت مسلمانوں نے حاکم علاقہ کی عدالت میں درخواست دی۔ کہ پروفیسر صاحب مسلمان تھے۔ اور ان کا نام عبد الباری تھا۔ اس لئے ان کی لاش دفنانے کے لئے ہمیں دی جائے۔ اس پر حکام اعلیٰ اور طلباء موقعہ پر پہنچ گئے۔ اور مرحوم کے پسماندگان کو جلانے کی اجازت ملی۔ مرحوم کے اعزاز میں سکول اور کالج بند رہے۔ آپ فارسی کے بڑے فاضل تھے۔

—— کراچی ۱۰۔ ستمبر۔ انگلستان کی ڈاک ہندوستان لانے والا ہوائی جہاز سٹی آف یروشلم کو کراچی سے ایک سو پچاس میل کے فاصلہ پر خلیج عمان بمقام جاسک آگ لگ گئی۔ طیارہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ ڈاک کے تھیلے جل گئے۔ ایک مسافر اور مستری جل کر مر گئے۔ ہوا باز زخموں کی وجہ سے جان بر نہ ہو سکا۔ عملہ طیارہ کے دو ارکان سخت زخمی ہوئے۔

—— جناب پیر اکبر علی صاحب ایم۔ ایل۔ سی نے مندرجہ ذیل سوالات پنجاب کونسل میں پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے۔

سوال اوّل۔ قصبہ قادیان ضلع گورداسپور کی آبادی میں مسلمانوں کا کیا تناسب ہے۔ قادیان کی آبادی میں ایسی غیر مسلم اچھوت اور نیچ اقوام کا کیا تناسب ہے۔ جنہیں مُردار اور مردہ گائے کا گوشت کھانے پر تامل نہیں؟ قادیان کی کل آبادی کس قدر ہے؟

سوال دوم۔ آیا قادیان میں سمال ٹاؤن کمیٹی ہے۔ اور اگر ہے۔ تو منتخب شدہ مسلم اور غیر مسلم ارکان کی تعداد کس قدر ہے؟ آیا جھٹکے کی دوکان قادیان میں ہے۔ اگر ہے۔ تو قادیان کی سمال ٹاؤن کمیٹی نے اس انتظام کی ابتداء و اجراء کی مخالفت کی ہے۔ یا تائید کی ہے؟

سوال سوم۔ قادیان میں مسلم اور غیر مسلم اقوام کی درسگاہوں کی تعداد کس قدر ہے۔ قادیان سے مسلم اور غیر مسلم اخبارات اور رسالے کس تعداد میں شائع ہوتے ہیں۔ قادیان میں سمال ٹاؤن کمیٹی۔ تار گھر اور ریلوے کب سے قائم ہوئی؟

سوال چہارم۔ آیا قادیان بحیثیت آبادی و اہمیت متواتر ترقی کر رہا ہے۔ اور اگر ایسا ہے۔ تو اس ترقی کے کیا اسباب ہیں؟

سوال پنجم۔ پچھلے دس سالوں میں جماعت احمدیہ کے سالانہ جلسوں میں جو تعطیلات کرسمس میں ہوتے ہیں۔ اوسط تعداد حاضری کیا تھی؟

سوال ششم۔ قادیان اور اس کی دو ملحقہ بستیوں احمد آباد، قادر آباد میں زرعی آبادی کے مسلم اور غیر مسلم مالکان کی تعداد کیا ہے؟

سوال ہفتم۔ قادیان میں گائے کا مذبح قائم کرنے کی اجازت کے لئے کب درخواست گزاری اور کس نے گزرانی۔ صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور نے کس تاریخ کو یہ درخواست منظور کی۔ آیا اس منظوری کے نتیجہ میں کوئی مذبح قادیان میں تعمیر کیا گیا۔ تو وہ کیا اب تک قائم ہے۔ اگر نہیں۔ تو کیا وہ گرا دیا گیا ہے؟ قانوناً یا خلاف قانون۔ یہ مذبح کس نے گرایا۔ اور کس تاریخ کو گرایا۔ کیا گورنمنٹ کو کوئی اطلاع تھی؟ کہ بعض لوگ اس مذبح کو گرا دینے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اور اگر تھی تو گورنمنٹ نے کیا انتظام کیا تھا۔ اور کیا یہ انتظام وقت پر کافی ثابت ہوا۔ اگر نہیں تو کیوں؟ م۔ کیا صاحب ڈپٹی کمشنر کے حکم کے خلاف جس کے رو سے قادیان میں مذبح کی اجازت دی گئی تھی۔ کوئی درخواست نگرانی صاحب کمشنر کے پاس کی گئی۔ اور اگر کی گئی۔ تو کس نے کی اور کس تاریخ پر کی اور صاحب کمشنر نے اس درخواست پر کیا حکم دیا؟ اور اس کے کیا وجوہ تھے؟

سوال ہشتم۔ زیر دفعہ ۴۴۔ ایکٹ قوانین پنجاب کی غرض آیا یہ ہے۔ کہ گاؤکشی بالکل بند کر دی جائے۔ یا یہ ہے۔ کہ گاؤکشی ایسی قیود کے ماتحت کی جائے۔ جس سے ان لوگوں کے احساسات کو جو گاؤکشی کے مخالف ہیں۔ کم سے کم صدمہ پہنچے؟

سوال نہم۔ آیا حکومت ہند اور حکومت پنجاب کے درمیان دفعہ ۴۴ ایکٹ قوانین پنجاب کی منشاء اور اغراض کے متعلق کسی وقت کوئی خط و کتابت ہوئی۔ اور اگر ہوئی۔ تو اس خط و کتابت میں حکومت ہند نے گاؤکشی وغیرہ کے متعلق کونسے اصول نافذ فرمائے؟

سوال دہم۔ گائے کے ذبح نہ ہونے اور گائے کے گوشت کی اجازت دینے یا نہ دینے میں حکومت پنجاب کن اصول پر عمل کرتی ہے؟

سوال یازدہم۔ جہاں تک مخالفین ذبح بقر کے احساسات کو صدمہ پہنچنے اور امن عامہ کے قیام کا تعلق ہے۔ کیا یہ بہتر نہ ہوگا؟ کہ ایسی بستیوں اور قصبوں میں جہاں گائے کا گوشت ایک اقتصادی ضرورت ہو گیا ہے۔ جائز اور مناسب قیود لوازم الذبح کے ماتحت ذبح خانے قائم کرنے اور گائے کا گوشت بیچنے کی اجازت دے دی جائے۔ بجائے اس کے [illegible]

ممالک غیر کی خبریں

—— رگبی ۵۔ ستمبر۔ دفتر مستعمرات کا بیان ہے۔ کہ دو شنبہ کی رات کو سوار عربوں کی ایک جماعت نے موضع تنیہ رشتہ پر حملہ کیا۔ یہ مقام یروشلم سے دو میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اور اس پر یہودی قابض ہیں۔ حملہ پسپا کر دیا گیا۔ اور حملہ آوروں کو نقصان پہنچا۔

—— برطانی فوجوں نے فلسطین کی پولیس کے ساتھ مل کر یافہ بیت المقدس اور یروشلم میں تلاشیاں لیں۔ یروشلم کے قریب موضع ولیطہ میں ایک سو ستر آدمی اور طبریان میں ساٹھ آدمی جن میں دو مشہور شورش پسند شامل ہیں۔ گرفتار کئے گئے۔

—— فلسطین کے ہائی کمشنر نے ایک اعلان شائع کیا ہے۔ کہ اس نے ایک قانون نافذ کیا ہے۔ جس کی رو سے موجودہ فسادات کے فوجداری مقدمات کی سماعت خاص عدالتوں میں ہوگی۔ اور یہ عدالتیں برطانی ججوں پر مشتمل ہوں گی۔ سر جان چانسلر اعلان میں اس خیال کی تردید کرتا ہے۔ کہ ایک ہی فریق کے ملزموں کی سماعت ہوگی اور کہتا ہے۔ کہ عربوں اور یہودیوں دونوں نے جرائم کا ارتکاب کیا ہے اس لئے بلا امتیاز قوم و مذہب تمام ملزموں کی سماعت عمل میں آئیگی۔

—— مونٹریال ۵۔ ستمبر۔ ۴ ہزار یہودیوں کے ایک جلسہ نے حوادث فلسطین کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے ایک قرارداد منظور کی ہے جس میں مطالبہ کیا گیا ہے۔ کہ برطانیہ کو اعلان بالفور کے مقاصد کی تکمیل کے متعلق اپنے ارادے کی دوبارہ توضیح کر دینی چاہیئے۔

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر الفضل کے لئے قادیان سے شائع کیا